بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
جمال و حسنِ قرآں نورِ جانِ ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے
الفرقان
جہاد نمبر
جون جولائی ۱۹۶۶ء
مدیرِ مسئول

ماہنامہ "الفرقان" اور احباب کا فرض

● حضرت امام جماعتِ احمدیہ خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ کا ارشاد :-

"میرے [illegible]تان جیسا علمی رسالہ تیس۳۰ چالیس۴۰ ہزار بلکہ ایک لاکھ تک چھپنا چاہیئے اور اس کی بہت وسیع اشاعت ہونی چاہیئے۔" (الفضل ۵ رجنوری ۱۹۵۶ء)

● حضرت میرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :-

"رسالہ الفرقان بہت عمدہ اور قابلِ قدر رسالہ ہے اور اس قابل ہے کہ اس کی اشاعت زیادہ سے زیادہ وسیع ہو کیونکہ اس میں تحقیقی اور علمی مضامین چھپتے ہیں اور قرآن کے محاسن پر بہت عمدہ طریق پر بحث کی جاتی ہے۔ ایک طرح سے یہ رسالہ اُس غرض و غایت کو پُورا کر رہا ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مدنظر رسالہ ریویو آف ریلیجنز اُردو ایڈیشن کے جاری کرنے میں تھی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی یہ خواہش بڑی گہری اور خدا کی پیدا کردہ آرزو پر مبنی ہے کہ اگر ایسے رسالہ کی اشاعت ایک لاکھ بھی ہو تو پھر بھی دُنیا کی موجودہ ضرورت کے لحاظ سے کم ہے۔ پس مخیّر اور مستطیع احمدی اصحاب کو یہ رسالہ نہ صرف زیادہ سے زیادہ تعداد میں خود خریدنا چاہیئے بلکہ اپنی طرف سے نیک دل اور سچائی کی تڑپ رکھنے والے غیر احمدی اور غیر مُسلم اصحاب کے نام بھی جاری کرانا چاہیئے تا اس رسالہ کی غرض و غایت بصورت احسن پُوری ہو اور اسلام کا آفتاب عالمتاب اپنی پُوری شان کے ساتھ ساری دُنیا کو اپنے نُور سے منوّر کرے۔ (خاکسار مرزا بشیر احمد ربوہ ۱۱ ۔ ۔ ۔)"

(الفضل ۱۰ رجولائی ۱۹۶۳ء)

رسالہ کا سالانہ چندہ چھ روپے ہے!

مینیجر الفرقان ربوہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جلد ۱۶ — شمارہ ۶-۷

ماہنامہ الفرقان ربوہ
جہاد نمبر

صفر و ربیع الاول ۱۳۸۶ ہجری قمری
احسان و وفا ۱۳۴۵ ہجری شمسی

تبلیغی اور تربیتی مجلہ

ماہنامہ

الفرقان ربوہ

جہاد نمبر

ایڈیٹرز

ابو العطاء جالندھری

عطاء المجیب راشد ایم اے

قواعد و ضوابط

۱- تاریخ اشاعت۔ دس تاریخ ہے

۲- سالانہ قیمت :-

چھ روپے برائے پاکستان و بھارت

۳- دیگر ممالک :- تیرہ شلنگ

قیمت جہاد نمبر

ایک روپیہ

فہرست مندرجات

اداریہ

مسیحی اور اسلامی قانونِ جنگ کا ایک پہلو

اسلام صلح و آشتی کا دین ہے۔ ہمارے آقا سرورِ کونین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے مذہب کی بنیاد دلیل اور برہان پر رکھی ہے اور کسی قسم کے جبر و اکراہ کو روا نہیں رکھا۔ آپ نے اور آپ کے صحابہؓ نے ہر قسم کی قربانی دیکر کوشش کی کہ کسی طرح جنگ نہ ہو۔ وہ مکہ میں دشمنوں کے تشدد کو برداشت کرتے رہے اور کسی قسم کا مقابلہ نہ کیا۔ ساری جائدادیں اور سب اموال چھوڑ کر، ترکِ وطن کرتے ہوئے، ہجرت اختیار کی۔ مقصد یہ تھا کہ کسی طرح جنگ تک نوبت نہ پہنچے۔ ان تمام قربانیوں کے باوجود جب دشمنانِ اسلام مدینہ منورہ پر چڑھ آئے تا مسلمانوں کی ہستی کو نابود کر دیں، ان کے ناموس کو برباد کر دیں اور ان کے دین کو دنیا سے ناپید کر دیں۔ تب اللہ تعالیٰ نے فرمایا اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرُ[1] کہ اب ان مظلوم مسلمانوں کو جن سے دشمن خواہ مخواہ جنگ کرنے آگئے ہیں اجازت ہے کہ وہ دشمنوں کا مقابلہ کریں اللہ تعالیٰ ان کی تائید و نصرت فرما کر اپنی قدرت نمائی کرے گا۔

جنگ جب دفاعی طور پر ناگزیر ہو اور دین کی حفاظت کے لئے لڑی جائے تو وہ بھی یقیناً جہاد ہے اسلام نے اس کے شرائط کی تفصیل بیان فرمائی ہے۔ یہودیوں اور عیسائیوں کے ہاں بھی لڑائیوں کا حکم موجود ہے اگرچہ اس میں دفاعی رنگ کا ذکر نہیں ہے مگر اس وقت ہم اس مضمون کے ذریعہ جس بات کی طرف توجہ دلانا چاہتے ہیں اور جس پہلو کے موازنہ کا ذکر کرنا چاہتے ہیں وہ مفتوح اور مغلوب قوموں سے سلوک کا پہلو ہے۔ قرآن مجید نے ایک اصولی ہدایت دی ہے کہ صرف اُن سے لڑنا جائز ہے جو عملاً جنگ کرتے ہیں۔ فرمایا قَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ[2] خدا کی راہ میں صرف اُن سے لڑو جو تم سے برسرِ پیکار ہیں اور کسی قسم کی زیادتی نہ کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ گویا مسلمان صرف ان سے لڑائی کر سکتا ہے جو اُس سے لڑتے ہیں۔ بوڑھوں، بیماروں، عورتوں اور بچوں سے لڑ نہیں سکتا کیونکہ اللہ تعالیٰ کی پاک کتاب نے اسے اعتداء اور زیادتی قرار دیا ہے۔ اسی طرح لڑنے والوں پر بھی کسی قسم کی زیادتی روا نہیں۔

---

[1] الحج ع ۶ ۔ [2] البقرۃ ع ۲۴

پھر اپنے آپ کو مغلوب ہوتے دیکھ کر اگر دشمن صلح کی طرف جھکیں تو مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ ضرور صلح کریں۔ فرمایا وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ[1] کہ اگر دشمن صلح کی طرف مائل ہوں تو تم بھی صلح کو اختیار کر لو اور اللہ تعالیٰ پر توکل کرو۔

مفتوح لوگوں کے متعلق فرمایا فَاِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَاءً حَتّٰى تَضَعَ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا[2] کہ پھر ان کو یا تو **بطور احسان** چھوڑ دو اور یا حسبِ حالات اُن سے تاوانِ جنگ وصول کر کے انہیں رہا کر دو یہاں تک کہ جنگ ختم ہو جائے۔

تاوانِ جنگ کی ادائیگی قوم اور ورثاء بھی کر سکتے ہیں اور مکاتبت کے معاہدہ کے ساتھ جنگی قیدی خود بھی کر سکتا ہے تفصیلی طور پر ان احکام کے ذکر کا یہ موقعہ نہیں ہے۔ اسلامی احکام کا خلاصہ یہ ہے کہ مفتوح قوم سے حُسنِ سلوک کیا جائے۔ صرف تعدی اور زیادتی کی حد تک، آئندہ کے لئے جنگ کے سدِ باب کی غرض سے، بدلہ لیا جائے۔ اس میں بھی نہ بوڑھوں کو قتل کیا جائے نہ بچوں کو، نہ راہبوں وغیرہ سے کوئی تعرض کیا جائے۔ آبادیوں کو ویران نہ کیا جائے اور فصلوں کو ضائع نہ کیا جائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فتح مکہ کے بعد کفار کو **عام معافی** دے دینے کا اُسوہ سب کے سامنے ہے۔ یہ عمل مفتوحین سے سلوک کے اسلامی احکام کی **عملی تفسیر** ہے۔

یہودیوں اور مسیحیوں کو جو احکام دیئے گئے ہیں وہ حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ "جب خداوند تیرا خدا اسے (یعنی کسی شہر کو) تیرے قبضے میں کر دے تو **وہاں کے ہر ایک مرد کو تلوار کی دھار سے قتل کر**۔ مگر عورتوں اور لڑکوں اور مواشی کو اور جو کچھ اس شہر میں ہو اس کا سارا لوٹ اپنے لئے لے۔" (استثناء ۲۰/۱۳-۱۴)

۲۔ "ان قوموں کے شہروں میں جنہیں خداوند تیرا خدا تیری میراث کر دیتا ہے کسی **چیز کو جو سانس لیتی ہے جیتا نہ چھوڑیو** بلکہ تو ان کو حرم کیجیو۔" (استثناء ۲۰/۱۶)

۳۔ "جب خداوند تیرا خدا انہیں تیرے حوالے کرے تو تو انہیں **مار لیو** اور حرم کیجیو۔ نہ تو اُن سے کوئی **عہد کر لیو اور نہ ان پر رحم کیجیو**۔" (استثناء ۷/۲)

۴۔ "**تم ان سے یہ سلوک کرو تم ان کے مذبحوں کو ڈھا دو۔ ان کے بتوں کو توڑ دو۔ ان کے گھنے باغوں کو کاٹ ڈالو**۔" (استثناء ۷/۵)

---

[1] انفال غ۔ [2] سورہ محمد غ۔

۵۔ ”اور انہوں نے مدیانیوں سے لڑائی کی جیسا خداوند نے موسیٰ کو فرمایا تھا۔ اور سارے **مَردوں کو قتل کیا**۔ اور انہوں نے ان مقتولوں کے سوا اوی اور رقم اور صور اور ربع کو جو مدیان کے پانچ بادشاہ تھے جان سے مارا اور بعور کے بیٹے بلعام کو بھی تلوار سے قتل کیا۔ اور **بنی اسرائیل نے مدیان کی عورتوں اور ان کے بچوں کو اسیر کیا**۔ اور ان کے مواشی اور بھیڑ بکری اور مال و اسباب سب کچھ لوٹ لیا۔ اور ان کے سارے **شہروں** کو جن میں وہ رہتے تھے اور ان کے سب **قلعوں کو پھونک دیا**۔“ (گنتی ۳۱/۸ تا ۱۱)

۶۔ ”سو تم **ان بچوں** کو جتنے لڑکے ہیں سب **کو قتل** کرو اور ہر ایک **عورت** کو جو مرد کی صحبت سے واقف تھی **جان سے مار** و لیکن وہ لڑکیاں جو مرد کی صحبت سے واقف نہیں ہوئیں اُن کو اپنے لئے زندہ رکھو۔“ (گنتی ۳۱/۱۷-۱۸)

اسلام پر غلط اعتراض کرنے والے عیسائی پادری صاحبان اپنی کتاب کے ان احکام پر نظر کرکے انصاف کی رُو سے فیصلہ کریں۔ وما علینا الا البلاغ المبین ✦

کلمات طیبات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

”جب کافروں کا ظلم نہایت درجہ تک پہنچ گیا اور وہ کسی طرح آزار دہی سے باز نہ آئے اور انہوں نے اس بات پر مصمم ارادہ کر لیا کہ تلوار کے ساتھ مسلمانوں کا خاتمہ کر دیں تب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو دفاعی جنگ کے لئے اجازت فرمائی یعنی اس طرح کی جنگ جس کا مقصد صرف حفاظتِ خود اختیاری اور کفار کا حملہ دفع کرنا تھا جیسا کہ قرآن شریف میں تصریح سے اِس بات کا ذکر کیا گیا ہے اور وہ آیت یہ ہے

اِنَّ اللّٰهَ يُدٰفِعُ عَنِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ خَوَّانٍ كَفُوْرٍ ۔ اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرُ۔

ترجمہ: خدا کا ارادہ ہے کہ کفار کی بدی اور ظلم کو مومنوں سے دفع کرے یعنی مومنوں کو دفاعی جنگ کی اجازت دے تحقیقاً خدا خیانت پیشہ ناشکر لوگوں کو دوست نہیں رکھتا۔ خدا ان مومنوں کو لڑنے کی اجازت دیتا ہے جن پر کافر قتل کرنے کیلئے چڑھ چڑھ کر آتے ہیں اور خدا حکم دیتا ہے کہ مومن بھی کافروں کا مقابلہ کریں کیونکہ وہ مظلوم ہیں اور خدا ان کی مدد پر قدرت رکھتا ہے یعنی اگرچہ تھوڑے ہیں مگر خدا ان کی مدد پر قادر ہے۔ یہ قرآن شریف میں وہ پہلی پہلی آیت ہے جس میں مسلمانوں کو کفار کے مقابلہ کی اجازت دی گئی ہے۔“ (چشمہ معرفت)

حقیقتِ جہاد

(سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ کا ستائیس برس پہلے کا ایک قیمتی مقالہ)

اب تک جہاد پر جو مضامین لکھے گئے ہیں، اُن میں صرف یہ بحثیں ہوتی رہی ہیں کہ جہاد بالسیف کب اور کن شرائط کے ماتحت جائز ہے، اور یہ کہ اشاعتِ اسلام کے لئے تلوار چلانے کی اجازت نہیں دی گئی اور بس۔ مَیں نے یہ راستہ نہیں لیا۔ میرے نزدیک بجائے اس بات پر زور دینے کے کہ جہاد بالسیف کب اور کیوں جائز ہے زیادہ زور اس بات پر دینا چاہیئے کہ اسلام میں جہاد کے معنی کیا ہیں، اور اشاعتِ اسلام کے متعلق قرآن کریم نے کیا احکام بتائے ہیں؟ جب ہم اشاعتِ دین کے متعلق اسلامی تعلیم لوگوں کے ذہنوں میں اچھی طرح راسخ کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے تو یہ مسئلہ خود بخود حل ہو جائے گا کہ اسلام نے اشاعتِ دین کے ہتھیاروں میں تلوار کو نہیں رکھا، اس کا استعمال اَور ہے اور یہ اپنے محل پر ہی استعمال ہونی چاہیئے۔

پس مَیں اس مختصر سے نوٹ میں یہ بتاؤں گا کہ جہاد کے معنے لغت میں اپنی پوری طاقت خرچ کرنا ہے اور اسلامی اصطلاح میں جہاد کے معنے ہیں نفسِ امارہ، شیطان، اور دشمنِ آزادیٔ مذہب کے خلاف تمام طاقتوں کو لگانا۔ اسلام میں جہاد نفس سے شروع ہوتا اور شیطان پر ختم ہوتا ہے۔ شیطان کے خلاف جہاد کرنے کے دوران میں بعض ایسی صورتیں پیدا ہو جاتی ہیں کہ مجبوراً تلوار چلانی پڑتی ہے اور اسلئے چلانی پڑتی ہے کہ مکمل مذہبی آزادی کو دنیا میں قائم کیا جائے، تا جو شخص بھی مسلمان ہو وہ صرف اسلئے مسلمان ہو کہ اسلام کی حقانیت اس پر کھل گئی ہے نہ اسلئے کہ اسلام کا نام زبان پر لائے بغیر اسے چارہ نہیں۔ مَیں نے اشاعتِ مذہب کے مسئلہ پر نسبتاً بسیط بحث کی ہے اور بتایا ہے کہ اشاعتِ اسلام کرتے ہوئے مخالفین کے سامنے صرف دوؔ چیزوں کو پیش کرنا جائز ہے، قرآنی نمونہ، اور قرآنی دلائل، اور یہ کہ انہیں پیش کرتے ہوئے کمال حکمت اور نرمی سے کام لینا چاہیئے۔ پھر اس کے بعد جہاد بالسیف پر مختصر سا تبصرہ ہوگا۔ وما توفیقی الا باللہ۔

جہاد کے معنی لغت کی رُو سے

جہاد کا لفظ جَھْد سے مشتق ہے اور جَھْد کے معنے ہیں مشقت برداشت کرنا اور جہاد کے معنے ہیں کسی کام کے کرنے میں پُوری طرح کوشش کرنا اور کسی قسم کی کمی نہ کرنا۔ تاج العروس میں ہے وَحَقِیْقَۃُ الْجِھَادِ کَمَا قَالَ الرَّاغِبُ

اَلْمُبَالَغَةُ وَاسْتِفْرَاغُ الْوُسْعِ وَالْجَهْدِ فِيْمَا لَا يُرْتَضٰى وَهُوَ ثَلٰثَةُ اَضْرُبٍ مُجَاهَدَةُ الْعَدُوِّ الظَّاهِرِ وَالشَّيْطَانِ وَالنَّفْسِ وَتَدْخُلُ الثَّلَاثَةُ فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى وَجَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ۔

یعنی جیسا کہ راغب نے کہا ہے جہاد کے حقیقی معنے ہیں کسی قسم کی کمی اُٹھا نہ رکھنا اور اپنی ساری طاقتوں کو خرچ کرنا اور نفس پر بار ڈال کر اس کام کو کرنا۔ اور جہاد کی تین قسمیں ہیں۔ عدو ظاہر کا پوری کوشش سے مقابلہ کرنا، شیطان کے مقابلہ میں اپنی تمام طاقتوں کو خرچ کرنا اور اس بات میں پورا زور لگا دینا کہ دنیا سے شیطانی باتوں کا قلع قمع ہو جائے، اسی طرح نفس سے جنگ میں پوری کوشش سے کام لینا اور آیت کریمہ وَجَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ جہاد کی مذکورہ بالا تینوں قسموں کی طرف اشارہ کرتی ہے۔

لسان العرب میں بھی جہاد کے معنے اَلْمُبَالَغَةُ وَاسْتِفْرَاغُ الْوُسْعِ ہی لکھے ہیں یعنی کوشش کو انتہا تک پہنچانا اور اپنی طاقتوں کو کلی طور پر کسی کام میں لگا دینا۔ پس عربی زبان میں جہاد کے معنی اپنی طاقتوں کو کلی طور پر اپنے مدمقابل کے خلاف لگا دینے کے ہوئے۔

اسلامی اصطلاح میں جہاد کے معنے

عربی زبان میں جہاد کے معنی یہ تھے کہ جس چیز کے خلاف جہاد کیا جائے خواہ وہ کوئی چیز ہی کیوں نہ ہو اس جہاد میں اپنی ساری طاقتوں کا لگا دینا۔ کیا اسلامی اصطلاح میں جہاد ان عام معنوں میں استعمال کیا گیا ہے یا اسلام نے ان عام معنوں کو محدود کر کے جہاد کو خاص معنوں میں استعمال کیا ہے؟ اسلام نے جہاد کے معنوں میں تو کوئی تبدیلی پیدا نہیں کی۔ البتہ ان چیزوں کو جن کے خلاف جہاد کی تلقین کی ہے اسلام نے تین میں محدود کر دیا ہے یعنی نفس[1] کے خلاف جہاد کرنا، شیطان[2] کے خلاف جہاد کرنا اور دنیا سے شیطانی تعلیمات کو مٹا کر اسلامی تعلیمات کو رائج کرنا اور بعض[3] استثنائی صورتوں میں جب کوئی اور چارہ نہ رہے تو پھر مذہبی آزادی کے دفاع کے لئے دشمن کے خلاف تلوار اُٹھانا۔

شیطان کا اپنی ساری قوتوں کو اس بات میں خرچ کرنا کہ اسلامی تعلیمات دنیا سے مٹ جائیں لغت کی رُو سے ایک جہاد ہوگا مگر اسلامی اصطلاح میں یہ جہاد نہیں۔ اسلامی اصطلاح میں جہاد صرف تین چیزوں کے خلاف اپنی ساری توجہ کو مبذول کرنے اور تمام طاقتوں کو خرچ کرنے کا نام ہے۔ اور یہ تین چیزیں یہ ہیں۔ نفس[1] امارہ بالسوء اور شیطان[2] اور اس کی تعلیمات، اور عدو[3] ظاہر یعنی ایسا دشمن جو اسلام کو تلوار سے مٹانا چاہے۔ اللہ تعالیٰ سورۂ عنکبوت میں فرماتا ہے وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا یعنی جو لوگ ہماری خاطر اور ہماری بتائی ہوئی ہدایات کے مطابق جہاد کرتے ہیں ہم اُن پر اپنے قرب کی راہیں کھول دیتے ہیں۔ اس آیت کریمہ میں لفظ جَاهَدُوْا کے مفعول کا ذکر نہیں اور ہر چیز جو مفعول بننے کی اہل ہو

اس کا مفعول بن سکتی ہے۔ لیکن گو جَاهَدُوْا کے مفعول
کا ذکر نہیں مگر جہاد کے ساتھ "فِيْنَا" کی قید لگا دی ہے
جس کے معنے ہیں ہماری خاطر اور ہماری رضا کو حاصل
کرنے کے لئے اور ہماری ہدایات کے مطابق۔ اور یہ
فِيْنَا کی قید ہی ہے جس سے ہمیں یہ پتہ چلتا ہے کہ اسلام
میں جہاد تین چیزوں کے خلاف کیا جاتا ہے۔

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا کی تفسیر تفسیر کشاف میں یوں کی گئی ہے اَطْلَقَ الْمُجَاهَدَةَ وَلَمْ يُقَيِّدْهَا بِمَفْعُوْلٍ لِيَتَنَاوَلَ كُلَّ مَا يَجِبُ مُجَاهَدَتُهٗ مِنَ النَّفْسِ الْاَمَّارَةِ بِالسُّوْءِ وَالشَّيْطَانِ وَاَعْدَاءِ الدِّيْنِ یعنی جَاهَدُوْا کے لفظ کو مطلق رکھا ہے اور کسی مفعول کے ذکر سے اسے مقید نہیں کیا۔ تا ہر وہ چیز جس کے خلاف مجاہدہ کرنا واجب ہے اس کا مفعول بن سکے۔ یعنی نفس امارہ، شیطان اور اعداء دین۔"

اسلامی تعلیم پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلامی تعلیم یا تو نفس امارہ کو مارنے کی تلقین کرتی ہے اور اس جہاد پر بہت زور دیا گیا ہے۔ اسی کی طرف اس آیت کریمہ میں اشارہ ہے يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ (مائدہ: ۱۰۶) اے مومنو! سب سے قبل تم اپنے نفسوں کی اصلاح کی طرف توجہ کرو۔ اگر تم صحیح راستہ پر قائم ہو جاؤ تو تمہیں دوسروں کی گمراہی کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ (اس جہاد کا تفصیلی ذکر بعد میں آئے گا) اور یا اسلامی تعلیم شیطانی تعلیمات کو دنیا سے مٹانے کی تلقین کرتی ہے تا اسلامی تعلیم دنیا میں قائم ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (آل عمران: ۱۱۱) یعنی تم دنیا میں بہترین اُمت ہو اسلئے کہ تم سے پہلی اُمتوں میں سے بعض نے اصلاح نفس تو کی تھی مگر سارا زور رہبانیت پر خرچ کیا تھا۔ انہوں نے اپنے نفس کے خلاف تو جہاد کیا تھا مگر شیطانی تعلیمات کو دنیا سے مٹانے کی کوشش نہ کی تھی اور بعض نے دوسروں کو تو خیر کی طرف بلایا تھا اور شیطانی تعلیمات کے خلاف تو جہاد کیا تھا مگر وہ اپنے نفسوں کو بھول گئے تھے۔ تم پچھلی سب اُمتوں سے بڑھ گئے ہو اور سب سے بلند مرتبہ ہو اسلئے کہ تم نے پہلے اپنے نفسوں کی اصلاح کی اور خدا تعالیٰ پر حقیقی ایمان لائے، ایسا ایمان کہ اس کے بعد رسول کی لائی ہوئی تعلیم پر عمل کئے بغیر تم رہ نہ سکتے تھے۔ پھر جب تم مجاہدہ نفس میں کامیاب ہو گئے تو دنیا میں اسلئے نکلے کہ تم شیطان کے خلاف جنگ کرو اور اپنے گمراہ بھائیوں کو راہِ ہدایت پر چلاؤ۔ لہذا تم خیر الامم ہوئے یعنی دوسروں کو ہدایت کی طرف بلانا اور شیطانی تعلیمات کو دنیا سے مٹانے کی پوری کوشش کرنا، یہ دوسری قسم کا جہاد ہے۔ پھر تیسری چیز جس کے خلاف اسلام نے جہاد کی تعلیم دی ہے وہ وہ دشمن ہے جو تلوار کے زور سے اسلامی تعلیم کو دنیا سے مٹانا چاہتا ہے۔ ایسے دشمن کے خلاف بعض شروط کے ساتھ تلوار چلانے کی اجازت دی گئی ہے جن کا

ذکر آگے آئے گا۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ لغت کی رُو سے جہاد کے معنے یہ تھے کہ جس چیز سے بھی جہاد کیا جائے اسکے خلاف اپنی ساری طاقتوں اور قوتوں کو لگانا۔ لغت ہمیں یہ نہیں بتاتی کہ یہ جہاد کن چیزوں کے خلاف ہونا چاہیئے لغت کی رُو سے شیطانی جہاد بھی جہاد ہے، دنیوی جہاد بھی جہاد ہے اور دینی جہاد بھی جہاد ہے۔ اسلامی اصطلاح میں لفظ جہاد کے معنے تو وہی رہتے ہیں جو لغت میں تھے یعنی اُن تھک کوشش اور سارے قویٰ کی توجہ اس چیز کی طرف لگا دینا جس کے خلاف جہاد ہو رہا ہو مگر اسلامی اصطلاح نے اُن چیزوں کو جن کے خلاف دینی جہاد کرنا چاہیئے تین میں محدود کر دیا ہے نفس، شیطانی تعلیمات اور تلوار کے زور سے مذہبی آزادی کو مٹانے والا دشمن۔

جہاد کی تین قسمیں

اسلامی اصطلاح میں جہاد کے معنوں پر بحث کرتے ہوئے ہمیں معلوم ہوا تھا کہ اسلامی تعلیم کے مطابق جہاد تین چیزوں کے خلاف کیا جاتا ہے۔ پس یہ تین قسم کا جہاد ہوا۔ اوّل وہ جہاد جو نفس کے خلاف کیا جائے اور اسے اسلامی اصطلاح میں "جہادِ اکبر" کہتے ہیں۔ دوم وہ جہاد جو شیطان اور شیطانی تعلیموں کے خلاف کیا جائے اور اس کا نام "جہادِ کبیر" ہے۔ سوم وہ جہاد جو دشمن آزادیٔ مذہب کے خلاف کیا جائے اور یہ "جہادِ اصغر" کے نام سے موسوم ہے۔

جہادِ اکبر

مجاہدۂ نفس کو خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جہادِ اکبر کہا ہے۔ حدیث میں آتا ہے عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ رَجَعَ مِنْ بَعْضِ غَزَوَاتِهِ فَقَالَ رَجَعْنَا مِنَ الْجِهَادِ الْأَصْغَرِ إِلَى الْجِهَادِ الْأَكْبَرِ (کشاف) یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک جنگ (غزوۂ تبوک) سے واپس لوٹ رہے تھے تو آپ نے فرمایا ہم جہادِ اصغر یعنی جنگ سے واپس آ رہے ہیں اور جہادِ اکبر یعنی مجاہدۂ نفس کی طرف جا رہے ہیں۔

مجاہدہ نفس تینوں قسم کے جہادوں میں سب سے بڑا اور سب سے افضل ہے اور اسلام نے ہمیں یہی حکم دیا ہے کہ جہاد کی ابتدا اپنے نفس سے کرو اور جب اس میں ایک حد تک کامیاب ہو جاؤ پھر اشاعتِ اسلام یا جہادِ کبیر کی طرف متوجہ ہو۔ چنانچہ فرمایا يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنْفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مَنْ ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ ([illegible]) اے مومنو! (جنہیں یہ یقین ہے کہ خدا تعالیٰ کی راہ میں کوشش کرنے والا خدا تعالیٰ کے قرب کو پا لیتا ہے) سب سے قبل اپنے نفسوں کی فکر کرو اور مجاہدۂ نفس اور تزکیۂ نفس میں لگے رہو۔ دوسروں کی گمراہی تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتی، اگر تم خود راہِ راست پر گامزن ہو یعنی اپنے نفسوں کی اصلاح میں لگے رہو اور انہیں خدا تعالیٰ کے قرب کی راہوں پر چلاؤ تا اگر ان کا تعلق تمہارے شاملِ حال رہے تو تم نجات پا سکو۔ لیکن اگر تم نے ایسا نہ کیا اور اصلاحِ نفس کی طرف توجہ کم کی اور اشاعت اسلام میں لگے رہے تو نتیجہ یہ ہوگا کہ اول تو دوسروں پہ

تمہاری تبلیغ کا کوئی اثر نہ ہوگا اور اگر ہو بھی تو وہ تو ہدایت پا جائیں گے مگر خود تم ہلاک ہو جاؤ گے پس تمہارا اوّلین فرض اصلاحِ نفس ہے۔ یہ فرض ادا کرنے کے بعد دوسرے فرائض کی طرف متوجہ ہونا۔

شیخ اسمٰعیل حقی اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں فَلَا تَشْتَغِلُوْا قَبْلَ تَزْكِيَتِهَا بِتَزْكِيَةِ نُفُوْسِ الْخَلْقِ (تفسیر روح البیان) چاہیئے کہ تم اپنے نفوس کی اصلاح اور تزکیہ سے پہلے خلقِ خدا کے نفوس کی اصلاح میں نہ لگ جاؤ۔ اور تفسیر کشّاف میں ہے کَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ تَذْهَبُ اَنْفُسُهُمْ حَسْرَةً عَلٰى اَهْلِ الْعُتُوِّ وَالْعِنَادِ مِنَ الْكَفَرَةِ يَتَمَنَّوْنَ دُخُوْلَهُمْ فِي الْإِسْلَامِ فَقِيْلَ لَهُمْ عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ وَمَا كُلِّفْتُمْ مِّنْ اِصْلَاحِهَا وَالْمَشْيِ بِهَا فِيْ طُرُقِ الْهُدٰى مومنین اس غم میں گھل رہے تھے کہ اسلام کے جانی دشمن کیوں اسلام قبول نہیں کرتے اور اپنی دشمنی پر کیوں اڑے ہوئے ہیں۔ پس انہیں کہا گیا کہ اشاعتِ اسلام سے قبل تمہیں اپنے نفسوں کی اصلاح کی فکر چاہیئے اور چاہیئے کہ کسی اور کام سے پہلے تم اپنے نفسوں کو ان راہوں پر چلاؤ جو قربِ الٰہی کے حصول کا ذریعہ ہیں۔

احادیث میں بھی جہادِ اکبر کی طرف بہت تاکید سے توجہ دلائی گئی ہے۔ ترمذی میں ہے اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْمُجَاهِدُ مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهٗ۔ مسند احمد بن حنبل میں اس حدیث کے آخر میں فِيْ طَاعَةِ اللّٰهِ بھی ہے۔ یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ حقیقی مجاہد یا بہترین مجاہد جو دوسری اقسام کے مجاہدین پر فضیلت رکھتا ہے وہ اپنے نفس کے خلاف جہاد کرنے والا ہے۔ اس سے بھی مجاہدۂ نفس کی افضلیت ظاہر ہے۔

ضمناً یہ بات بھی ذکر کر دینا ضروری ہے کہ مختلف احادیث میں مختلف چیزوں کو سب سے بڑا جہاد کہا گیا ہے۔ کبھی آپؐ یہ فرماتے ہیں کہ حج سب سے افضل جہاد ہے اور کبھی فرماتے ہیں کہ ظالم بادشاہ کے سامنے سچی باتیں کہنا سب سے افضل جہاد ہے اور کبھی یہ کہ دین کی راہ میں مارا جانا سب سے افضل جہاد ہے۔ پس ان احادیث میں بظاہر تناقض ہے اور اس کو اس وقت تک حل نہیں کیا جا سکتا جب تک کہ ہم جہاد کی ان تین قسموں کو اپنے سامنے نہ رکھیں۔ میں ان احادیث کا اپنی اپنی جگہ ذکر کروں گا اور ان کا اپنی اپنی جگہ پر رکھنا ہی ان کا حل ہے۔ فتدبروا۔

بخاری میں ہے عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ نَرَى الْجِهَادَ اَفْضَلَ الْعَمَلِ اَفَلَا نُجَاهِدُ فَقَالَ لَكُنَّ اَفْضَلُ الْجِهَادِ حَجٌّ مَبْرُوْرٌ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ یا رسول اللہ! ہم عورتیں دین کی خاطر جنگ کو تمام نیکیوں سے افضل خیال کرتی ہیں، پس کیا ہم جنگ میں شرکت نہ کیا کریں۔ تو آپؐ نے جواب دیا (اور یہ جواب بہت جامع اور قابلِ غور ہے) کہ سب سے افضل جہاد حج مبرور ہے۔ سوال میں تھا "افضل العمل" سب نیک کاموں سے افضل۔ جواب میں آپؐ فرماتے ہیں

"اَفْضَلُ الْجِهَادِ"۔ اس جواب میں بڑے لطیف طریق پر سائلہ کی غلطی کو دور کیا گیا ہے۔ سوال یہ کیا گیا نیکی کے کاموں میں سے صرف ایک کام کو ہم جہاد کہتی ہیں اور وہ خدا تعالیٰ کی خاطر جنگ کرنا ہے جواب یہ دیا جاتا ہے کہ تم صرف جنگ کو جہاد کیوں کہتی ہو تمام نیک کام جہاد میں شامل ہیں کیونکہ جواب میں" افضل العمل حج مبرور" کی بجائے" اَفْضَلُ الْجِهَادِ حَجٌّ مَبْرُوْرٌ" فرمایا۔ اگر یہ تصحیح ہونے کے بعد سوال پوچھا جاتا تو یہ ہوتا کہ ہم عورتیں جہاد کی مختلف قسموں میں سے جنگ کو افضل سمجھتی ہیں۔ کیا ہم جنگ نہ کیا کریں؟ تو اس کا جواب آپ یہ دیتے ہیں کہ تم جنگ کو افضل الجہاد سمجھنے میں غلطی کرتی ہو افضل الجہاد تو مجاہدۂ نفس ہے اور مجاہدۂ نفس کے لئے جن اعمال کی ضرورت ہے ان میں سے عورتوں کے لئے حج مبرور سب سے افضل ہے (حقیقت تو یہ ہے کہ حج مبرور میں تمام نیکیاں ہی شامل ہو جاتی ہیں۔ فتدبروا) کیونکہ تزکیۂ نفس کو دوسری قسم کے جہادوں پر برتری حاصل ہے۔ کیسے صاف الفاظ میں جہادِ اکبر کی افضلیت ثابت کی گئی ہے۔

مذکورہ بالا احادیث سے یہ دھوکہ نہ کھانا چاہیئے کہ صحابہ کرامؓ لفظ جہاد کو صرف جنگ کے لئے استعمال کرتے تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حقیقتِ جہاد سے اچھی طرح واقف تھے۔ چنانچہ ایک روایت ہے قَالَ بَعْضُ الصَّحَابَةِ لِمَنْ سَأَلَهُ عَنِ الْغَزْوِ اِبْدَأْ بِنَفْسِكَ فَاغْزُهَا وَابْدَأْ بِنَفْسِكَ فَجَاهِدْهَا (لطائف المعارف لابن رجب الحنبلی صفحہ ۲۳۱) یعنی ایک صحابی سے کسی نے جنگ کے متعلق سوال کیا تو آپؓ نے فرمایا کہ پہلے اپنے نفس سے جنگ کرو اور پہلے اپنے نفس کے خلاف جہاد کرو پھر کسی اور جہاد کی فکر کرنا"۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ جہاد کے معنے ہیں خدا تعالیٰ کی پوری اطاعت اور فرمانبرداری کرتے ہوئے اس کی راہ میں اپنی تمام طاقتوں کا خرچ کرنا۔ جہادِ نفس، شیطان اور دشمنِ آزادیٔ مذہب سے کیا جاتا ہے۔ مجاہدۂ نفس تمام جہادوں سے افضل ہے۔ جو شخص اس جہاد کو تو چھوڑ دیتا ہے اور صرف دوسرے جہادوں کی طرف توجہ کرتا ہے وہ اسلامی تعلیم کے خلاف چلنے والا ہے۔ باقی رہا یہ سوال کہ مجاہدۂ نفس کا کیا طریق اور سلوک کی کونسی راہیں ہیں تو اس چھوٹے سے نوٹ میں اس کا تفصیلی جواب دینا محال ہے۔ مختصراً یہ کہ پڑھو قرآن، پھر پڑھو قرآن، پھر پڑھو قرآن اور اس کے اوامر و نواہی پر غور کرو اور پھر اس تعلیم پر عمل کرو مجاہدِ نفس بن جاؤ گے۔

جہادِ کبیر دوسرے درجہ پر جہادِ کبیر ہے اور یہ اسی پر فرض ہے جو پہلے جہادِ اکبر کر چکا ہو اور اس میں ایک حد تک کامیاب ہو چکا ہو جیسا کہ ہم دیکھ چکے ہیں کہ جہاد کی ابتدا جہادِ نفس سے کرنی چاہیئے۔ فرمایا وَجَاهِدْهُمْ بِهٖ جِهَادًا (سورۃ الفرقان ۱۲) تو قرآن کریم کو لے کر کھڑا ہو اور قرآنی دلائل کے ساتھ ان کافروں سے جہادِ کبیر کر اور ان تک اسلامی تعلیم پہنچا اور ان کے دلوں سے شیطانی تعلیموں کو مٹا۔ ان کے نور کے مقابلہ پر ظلمت ٹھہر نہیں سکتی۔ اور اسے جہادِ کبیر اسلئے کہا کہ

"فَاِنَّ مُجَاهَدَةَ السُّفَهَاءِ بِالْحُجَجِ اَكْبَرُ مِنْ مُّجَاهَدَةِ الْاَعْدَاءِ بِالسَّيْفِ" (روح البیان)
جاہل کافروں کا مقابلہ دلائل کے ساتھ کرنا یقیناً تلوار سے دشمنوں کا مقابلہ کرنے سے افضل ہے۔ اس آیتِ کریمہ میں جہاد کے معنے صرف اور صرف اشاعتِ اسلام کے ہی ہو سکتے ہیں۔ یہ مکی آیت ہے اور جہاد بالسیف کی اجازت سے قبل نازل ہوئی تھی۔

قرآن کریم نے بار بار اِس امر کی طرف توجہ دلائی ہے کہ مجاہدۂ نفس کے بعد دلائل کے ساتھ اسلام کو پھیلانا بہت ضروری ہے۔ ہم اُس وقت تک حقیقی صفائی کو حاصل نہیں کر سکتے جب تک کہ اپنے ماحول کو صاف نہ کر دیں۔ پس مجاہدۂ نفس کے بعد اشاعتِ اسلام بہت بڑا جہاد ہے اسلئے کہ ہمارا اپنا ماحول صاف ہو جاتے اور ہم ہر قسم کی کدورتوں سے بچ جائیں اسلئے کہ مخلوقِ خدا راہِ راست پر آئے اشاعتِ اسلام ایک اہم فریضہ ہے۔

اشاعتِ اسلام کی خواہش دراصل مجاہدۂ نفس میں سے ہی پھوٹتی ہے جب انسان حقوق اللہ کو کامل طور پر اور احسن طور پر بجالاتا ہے، جب انسان کامل توحید کو پکڑتا اور کامل اطاعت میں راحت پاتا ہے، جب انسان احکامِ الٰہی کی پابندی کرتا ہے اور حقوق العباد منشائے الٰہی کے مطابق پورے کرتا ہے۔ جب مجاہدۂ نفس کرتے کرتے اُسے پہلے خدا تعالیٰ سے محبت ہوتی اور پھر خدا تعالیٰ کے واسطہ سے اس کے بندوں سے اُسے اُلفت ہوتی ہے تو معاً اس کے دل میں یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ سبحان اللہ مجھے کیا کیا روحانی نعمتیں میسر آئی ہیں مگر اُف غضب ہو گیا خدا تعالیٰ کے کتنے بندے ہیں جو ان نعمتوں سے محروم ہیں تب وہ آستانۂ الٰہی پر جھکتا ہے اور گریہ و زاری کرتا ہے کہ اے خدا تیرا بڑا احسان ہے کہ تُو نے اپنے قرب اور اپنی رضا کی راہیں مجھ پر کھولیں اور بے انتہاء رُوحانی نعمتوں سے مجھے لطف اندوز کیا مگر اے ہادی خدا تیرے کتنے ہی بندے ہیں جو خود تجھ سے بھی بے خبر ہیں روحانی نعمتوں کا تو کیا کہنا اے خدا میری رہبری کر اور مجھ پر اُن راہوں کو کھول جن سے مَیں تیری تعلیم کو تیرے ان گمراہ بندوں تک پہنچا سکوں۔ تب اسے الہام ہوتا ہے يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا ارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا وَاعْبُدُوْا رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ○ وَجَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ (حج ۱۰) یعنی اے میرے مومن بندے بیشک اشاعتِ اسلام کی خواہش تو پسندیدہ ہے مگر کیا تُو مجاہدۂ نفس کی منازل طے کر چکا ہے؟ کیا تُو نے توحیدِ کامل کو پا لیا ہے جس کا قرآن تجھے سبق دیتا ہے؟ بندہ جواباً عرض کرتا ہے کہ ہاں میرے خدا مَیں نے اپنی طاقت کے مطابق اطاعتِ کامل کو اختیار کیا ہے۔ کیا تُو نے دوسرے حقوق اللہ کو پورا کیا ہے؟ بندہ عرض کرتا ہے ہاں میرے رب اپنی استطاعت کے مطابق مَیں نے ایسا کیا ہے۔ کیا تو نے اپنے اعمال کو درست کیا ہے؟ بندہ عرض کرتا ہے ہاں میرے رب مَیں نے اپنی طاقت کے مطابق ایسا کیا ہے۔ تب خدا کہتا ہے کہ اے میرے بندے جا اور دنیا کے سامنے اپنا نمونہ پیش کر اور انہیں بتا کہ اسلامی تعلیم نے تجھے یہ بنا دیا

ہے خدا مجھ سے راضی ہے تمہارے ساتھ میرا سلوک اچھا ہے۔ اگر تم بھی ایسا بننا چاہتے ہو تو آؤ اسلامی تعلیم پر عمل کرو لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ۔ اور جب تو نے دوسروں کے سامنے اپنا نمونہ پیش کر کے انہیں تبلیغ کی اور اسلام کی طرف بلایا تو تو نے تبلیغ کا حق ادا کر دیا۔ مگر ساری دنیا ابوبکر صدیقؓ کے رنگ کی نہیں ہوتی جو اسوہ سے فائدہ اٹھا سکے۔ کچھ لوگ عمرؓ کی طرز کے بھی ہوتے ہیں جنہیں منوانے کے لئے دلائل عقلیہ کی ضرورت ہوتی ہے اسلئے فرمایا وَجَاهِدْهُمْ بِهٖ جِهَادًا كَبِيْرًا۔ قرآن کریم دلائل عقلیہ سے بھرا پڑا ہے۔ اسلامی تعلیم کی حقانیت ان دلائل عقلیہ سے ثابت ہوتی ہے۔ جو لوگ دلائل عقلیہ کے محتاج ہیں ان کے سامنے یہ دلائل پیش کر اور ان دلائل بینہ کے زور سے اسلام کی طرف بلا۔

پس اسلام نے تبلیغ کے دو طریق بتائے ہیں اوّل اسوہ حسنہ یعنی اپنے اخلاق و اعمال کو قرآنی رنگ میں رنگین کر لینا۔ دنیا خود بخود اسلام کی طرف کھچی چلی آئے گی۔ دوسرے ان دلائل عقلیہ کو دنیا کے سامنے پیش کرنا جن سے قرآن کریم نے اپنی صداقت ثابت کی ہے۔ اسلام کی طرف بلانے کے صرف اور صرف یہ دو طریق ہیں۔ کہیں یہ ذکر نہیں ہے کہ لوگوں کو اسلام کی طرف ڈنڈے سے ہانک کر لاؤ۔

اگر لوگ تمہارے اسوہ حسنہ کو دیکھیں اور آنکھیں بند کر لیں، اگر وہ ان دلائل عقلیہ کو سنیں اور سمجھنے سے انکار کر دیں تو دیکھنا ایک طرف یہ خیال کہ دلائل اس قدر واضح اور بیّن ہیں اور دوسری طرف یہ خیال کہ نمونہ اس قدر اعلیٰ پیش کیا گیا ہے مگر لوگ پھر بھی حق کو قبول نہیں کرتے تمہارے دلوں میں کبر اور دنیا داروں کی سی سختی نہ پیدا کر دے بلکہ چاہیئے کہ اس اسلامی نمونہ اور ان عقلی دلائل کو پیش کرتے ہوئے "اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ" (نحل: ۱۲۶) مخالفین میں سے عقلمندوں کو اپنے رب کے راستہ کی طرف ایسے دلائل قطعیہ سے بلاؤ کہ ان کے شبہات دور ہو جائیں اور مخالفین میں سے جو عوام ہیں ان کے سامنے عام فہم دلائل رکھو کہ وہ باریکیوں کے سمجھنے سے قاصر ہیں۔ اور مخالفین میں سے کج بحثوں کے ساتھ نرمی سے بحث کرو تا وہ چڑ کر اسلام سے اور بھی دور نہ جا پڑیں۔

آیت وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ کے معنی تفسیر کشاف میں یوں بیان کئے گئے ہیں "بِالطَّرِيْقِ الَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ طُرُقِ الْمُجَادَلَةِ مِنَ الرِّفْقِ وَاللِّيْنِ مِنْ غَيْرِ فَظَاظَةٍ وَلَا تَعْنِيْفٍ" یعنی مخالفین سے بحث کرنے کا جو بہترین طریق ہے اس سے کرو یعنی محبت اور نرمی سے۔ اور بحث کرتے ہوئے ترش کلامی اور سختی سے پرہیز کرو۔ علامہ سندی نے اپنی کتاب "اللامحات البرقیات" میں اس کی یوں تفسیر کی ہے "وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ اَيْ بِالْمُجَادَلَةِ الَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ وَهِيَ الْمُجَادَلَةُ الْحَقَّانِيَّةُ الَّتِيْ بِالرِّفْقِ وَاللِّيْنِ وَالصُّلْحِ وَالْعَفْوِ

وَالسَّمْحِ وَالْكَلَامِ بِقَدْرِ الْعُقُوْلِ وَالنَّظَرِ إِلَى عَوَاقِبِ الْأُمُوْرِ وَالصَّبْرِ وَالتَّأَنِّيْ وَالتَّحَمُّلِ وَالْحِلْمِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ مِنْ خَوَاصِّ الْمُجَادَلَةِ " یعنی مخالفین سے مذہبی بحث بہترین طریق سے کرو اور وہ وہ حقانی بحث ہے جس میں محبت، نرمی، چشم پوشی، عفو اور فراخ دلی سے کام لیا جاتا ہے۔ اور جس بحث میں مخاطب کی سمجھ کے مطابق بات کی جاتی ہے اور نتائج کو نظر انداز نہیں کیا جاتا اور صبر اور بردباری اور متانت اور تحمل سے کام لیا جاتا ہے۔

پس دشمن کے سامنے اعلیٰ نمونہ اور دلائل عقلیہ نقلیہ پیش کر کے اُسے اسلام کی دعوت دینی چاہیئے اور یہ نمونہ اور دلائل اُس کے سامنے ایسے رنگ میں پیش کرنے چاہئیں کہ جس کا اُس پر زیادہ سے زیادہ اثر ہو اور تبلیغ کرتے وقت کسی قسم کی سختی اور ترش کلامی نہیں کرنی چاہیئے بجائے کہ اُسے تلوار سے اسلام کی دعوت دی جائے۔

لیکن اگر دشمن نہ گھائل کر دینے والے نمونہ کو دیکھے نہ قائل کر دینے والے دلائل کو سُنے اور نہ نرمی سے کچھ فائدہ اٹھائے بلکہ نرمی سے اَور بھی تیز ہو تو یہ خطرہ پیدا ہوتا ہے کہ مسلمان یہ سمجھتے ہوئے کہ تعلیم بہت اعلیٰ ہے اور مخالفین کا اس میں فائدہ ہی فائدہ ہے کہیں اسلامی تعلیم کی اشاعت جبر و تشدد سے نہ کرنے لگ جائیں، اسلام کو اس خطرہ سے محفوظ کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے یہ تعلیم دی ہے کہ لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ (بقرہ: ۲۵۷) یعنی اگر دشمن تمہارے نمونہ کو نہیں دیکھتا نہ دیکھے، تمہارے واضح اور بیّن دلائل کو نہیں سنتا نہ سُنے اور نرمی کے مقابلہ میں سختی کرتا اور گالی گلوچ پر اتر آتا ہے اُسے ایسا کرنے دو مگر دیکھنا تم دین کے معاملہ میں جبر کبھی روا نہ رکھنا۔ یہ کسی صورت میں بھی جائز نہیں۔

دین میں جبر کی ممانعت کیوں کی؟

قرآن کریم کا یہ خاصہ ہے کہ وہ اپنی تعلیم کے ساتھ ساتھ اس کے موافق دلائل بھی ہمارے سامنے پیش کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے جب دین میں جبر کی ممانعت کی تو ساتھ ہی یہ بھی بتایا کہ ایسا کیوں نہیں کرنا چاہیئے۔ میں اس وقت اِکراہ کے خلاف قرآن کریم کے بتائے ہوئے تین دلائل پیش کرتا ہوں۔

اوّل ۔ جبر فی الدّین ممنوع ہے اسلئے کہ جبر کی ضرورت نہیں۔ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ (بقرہ ۲۵۷) اسلامی تعلیم کے آنے کے بعد حق و باطل راستی و گمراہی میں فرق اس قدر نمایاں ہو گیا ہے کہ یہ ہو نہیں سکتا کہ صبر اور استقلال کے ساتھ خدا تعالیٰ کے بتائے ہوئے طریق پر تم تبلیغ کرو اور تمہارے دشمنوں پر اسلامی تعلیم کا اثر نہ ہو۔ اب تک نیک نتائج کا نہ پیدا ہونا یہ بتلاتا ہے کہ یا تو تم نے صحیح طریق پر تبلیغ نہیں کی اور یا پھر صبر اور استقلال سے تبلیغ نہیں کی ورنہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ حق و باطل میں اتنا نمایاں فرق ہو اور اسے صحیح رنگ اور صحیح طریق پر مخالفین کے سامنے پیش کیا جائے اور پھر بھی وہ نہ مانیں اِلَّا مَاشَاءَ اللہ۔

دوم ۔ خدا تعالیٰ نے انسان کی فطرت کو مذہبی آزادی بخشی ہے۔ ہمارا کسی مذہب کی پیروی کرنا یا نہ کرنا خود ہمارے اختیار میں ہے۔ اور یہ مذہبی آزادی

ہی ہے جس نے انسان کو فرشتہ سے بھی کہیں بڑھ کر بنا دیا ہے۔ پس جب خود خدا تعالیٰ نے انسانی فطرت کو مذہبی آزادی بخشی تو ہم کون ہوتے ہیں جو اس سے اس آزادی کو چھینیں اور اس طرح خدا تعالیٰ پر یہ الزام لگائیں کہ گویا اس نے انسانی فطرت کو آزاد بنانے میں ایک غلطی کا ارتکاب کیا تھا اور ہم اس سے اس آزادی کو چھین کر اس غلطی کا ازالہ کرتے ہیں جو خدا تعالیٰ سے سرزد ہوئی (عیاذاً باللہ)

فرمایا وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَاٰمَنَ مَنْ فِی الْاَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيْعًا ۝ (یونس ۱۰۰) - اگر خدا تعالیٰ یہ چاہتا کہ ہر زمانہ اور مکان کے لوگ اس کی باتوں پر ایمان لے آتے اور اس کی بھیجی ہوئی تعلیم پر عمل کرتے تو یقیناً ہر انسان ایسا ہی کرتا اور دین کے بارہ میں ان میں کوئی اختلاف نہ ہوتا۔ مگر خدا تعالیٰ کی حکمت نے یہی تقاضا کیا کہ وہ انسان کی فطرت کو اس بارہ میں آزاد بنائے۔ اب جب خدا تعالیٰ کی مشیت ہی یہی تھی کہ انسانی فطرت آزاد ہو تو پھر اگر ہم اس مشیتِ الٰہی کے خلاف کسی انسان کو کسی مذہب کے ماننے پر مجبور کریں تو ہم خدا تعالیٰ پر ایک الزام لگا کر ایک بہت بڑے گناہ کا ارتکاب کریں گے۔ پس دین کے معاملہ میں جبر سخت ناپسندیدہ ہے۔

سوم۔ کسی تعلیم پر ایمان لانے کے معنے ہیں دل سے یہ اقرار کرنا کہ یہ تعلیم خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے اور پھر اس اقرار کے مطابق اپنے اعمال کو ڈھالنا۔ صرف منہ سے اقرار کرنے کا نام ایمان نہیں۔ پس اِکْرَاہ فِی الدِّین اسلئے بھی جائز نہیں کہ حقیقی ایمان جبر سے پیدا ہی نہیں ہو سکتا۔ جبر سے ہم زبانوں کو منوا سکتے ہیں جبر سے دل نہیں مانا کرتے۔ فرمایا اَفَاَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتّٰى يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ۝ (یونس ۱۰۰) بے شک تو اتنا جبر تو کر سکتا ہے کہ لوگوں کی زبانیں ایمان لے آئیں مگر کیا تیرے لئے یہ ممکن ہے کہ تو جبر کو اس حد تک پہنچا دے کہ لوگ حقیقی رنگ میں ایمان لے آئیں اور ایمان ان کے دل کی گہرائیوں میں اتر جائے۔ اگر جبر کے بعد بھی وہ دل سے ایمان نہ لائے تو وہ ایمان لائے ہی نہیں۔ اور اگر وہ جبر کے بعد بھی مومن نہ بنیں تو پھر جبر کا فائدہ ہی کیا۔ ایمان کا تعلق دل سے ہے اور دل پر دنیا کی کوئی طاقت جبر نہیں کر سکتی۔ پس جہاں تک دل کا تعلق ہے ایمان کے بارہ میں جبر ہو ہی نہیں سکتا۔ جو چیز ممکن ہی نہیں اس کے کرنے کی کوشش ہی کیوں کرنا۔

پس اِکْرَاہ فِی الدِّین تین وجوہ سے ناجائز ہے
حق و باطل میں فرق عیاں ہے، جبر کی ضرورت ہی نہیں۔
جبر کی کوشش کرنا خدا تعالیٰ کی ذات پر بہت بڑا الزام لگانا ہے کہ نعوذ باللہ انسانی فطرت کو مذہبی آزادی دینے میں اس نے ایک غلطی کا ارتکاب کیا جبر زیبا ہی نہیں۔
ایمان کا تعلق دل سے ہے، دل پر جبر ہو نہیں سکتا۔ جبر دراصل ممکن ہی نہیں۔

پس اس میں ذرہ بھی شک نہیں کیا جا سکتا کہ اسلام نے پوری مذہبی آزادی ہر قوم اور ہر فرد کا حق تسلیم کیا ہے اور دین میں جبر کو سخت نفرت کی نگاہ سے دیکھا ہے اور اسے اس قدر ناپسند کیا ہے کہ اگر کوئی

قوم دوسری قوم سے اُن کے اِس حق کو چھیننا چاہے تو اُس ظالم قوم کے خلاف خواہ وہ مسلم ہو یا غیر مسلم جنگ کو جائز بلکہ ضروری قرار دیا ہے جیسا کہ آگے جاکر قرآنی آیات سے ثابت کیا جائے گا۔ انشاء اللہ

جہادِ کبیر کی فضیلت

جہادِ کبیر کی فضیلت اِن احسانات سے عیاں ہے کہ "مجاہدۂ نفس" اور "تبلیغ" جب مل گئے تو اُمتِ محمدیہ کو خیر الاُمم بنا دیا۔ فرمایا كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ (آل عمران : ۱۲) کہ تم تمام اُمتوں سے افضل ہو اسلئے کہ جب تم تزکیۂ نفس کر چکے ہو اور مجاہدۂ نفس کی منازل ایک حد تک طے کر چکے ہو تو تم دوسروں کے نفوس کے تزکیہ کی فکر میں لگ جاتے ہو اور انہیں نیک اعمال کے کرنے پر ابھارتے ہو اور بُرے کاموں سے روکتے ہو۔ پس تم خیر الامم ہوئے اور تمہارا جہاد بھی خیر الجہاد ہے گو مجاہدۂ نفس کے بعد ہے مگر کتنا اہم فریضہ ہے تبلیغ و تربیت، جس نے اُمتِ محمدیہ کو خیر الامم بنا دیا۔ حدیث میں ہے عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم أَنَّهُ سُئِلَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ مَنْ خَيْرُ النَّاسِ قَالَ آمَرُهُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَأَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَأَتْقَاهُمْ لِلّٰهِ وَأَوْصَلُهُمْ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھ رہے تھے تو آپؐ سے سوال کیا گیا کہ سب سے افضل انسان کون ہے؟ آپؐ نے فرمایا جو نیکیوں پر سب سے زیادہ تحریص دلانے والا ہو اور بدیوں سے سب سے زیادہ روکنے والا ہو اور پھر ساتھ اس کے وہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کو بھی سب سے زیادہ ادا کرنے والا ہو۔ یعنی جو شخص مجاہدۂ نفس میں دوسرے لوگوں پر فوقیت لے گیا اور پھر فریضۂ تبلیغ کے ادا کرنے میں بھی وہ سب سے آگے رہا تو یہ وہ شخص ہے جو سب لوگوں سے زیادہ افضل ہے۔

اور محض جہادِ کبیر کے دائرہ کے اندر وہ شخص سب سے زیادہ افضل ہوگا جو اس جہاد میں اپنے نفس و مال کو قربان کرتا ہے۔ حدیث میں ہے کہ آپؐ نے فرمایا أَلَا إِنَّ أَفْضَلَ الْجِهَادِ كَلِمَةُ حَقٍّ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَائِرٍ (مسند احمد بن حنبل جلد ثالث ص۱۹) دیکھو سب سے بڑا جہاد ایک جابر اور ظالم بادشاہ کو حق کی بات پہنچانا ہے۔ انسان جب جنگ میں جاتا ہے تو امید ہوتی ہے کہ وہاں سے بچ کر واپس لوٹے گا، اس کا مال وغیرہ تو گھر میں محفوظ ہی ہوتا ہے۔ مگر جابر اور ظالم بادشاہ کے پاس سچی سچی باتیں کہنے والے کا غالب گمان یہ ہوتا ہے کہ وہ بھی مارا جائے گا اور اس کا خاندان بھی تباہ ہوگا، اس کی جائداد بھی غصب کر لی جائے گی۔ اشاعتِ حق میں اس قدر قربانی کرنے والا یقیناً دوسرے مبلغین پر فوقیت رکھتا ہے پس یہ حدیث حضرت عائشہؓ والی حدیث کے خلاف نہ ہوئی جس میں حج مبرور کو افضل الجہاد کہا گیا تھا۔ وہاں مجاہدۂ نفس کے متعلق بات ہو رہی تھی یہاں اشاعتِ حق کا ذکر ہے۔

اس وقت تک مجاہدۂ نفس، اشاعتِ اسلام

اور ان کے احکام کے متعلق ذکر ہوا ہے۔ اسلام نے جہاد کو نفس سے شروع کیا ہے اور پھر اسے طبعی اور فطرتی پھیلاؤ دیا ہے۔ پہلے اپنے نفسوں کی درستی کرو پھر غیروں کے نفسوں کی درستی کی طرف متوجہ ہو۔ ان کے سامنے پیش کیا کرنا ہے؟ اپنا نمونہ اور قرآنی دلائل۔ اپنا نمونہ اور قرآنی دلائل پیش کیسے کرنے ہیں؟ حکمت اور نرمی سے۔ اگر دشمن حکمت کی باتوں کی قدر نہ کرے اور نرمی سے فائدہ نہ اٹھائے تو پھر؟ پھر بھی دین میں جبر نہیں کرنا کہ اوّل اس کی ضرورت نہیں دوم اس سے خدا تعالیٰ کی ذات پر الزام آئے گا کہ اس نے اسلامی فطرت کو آزاد بنانے میں غلطی کھائی۔ سوم ایمان دل میں پیدا ہوتا ہے اور دلوں پر جبر ممکن نہیں۔ لیکن اگر دشمن لَآ اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ کو نہ مانے، اگر وہ تلوار کے زور سے یا تو اپنے مذہب میں داخل کرنا چاہے یا کسی دوسرے مذہب میں داخل ہونے سے روکے تو پھر کیا کرنا ہے؟ اس کے متعلق یاد رہے کہ لَآ اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ اشاعتِ مذہب کے لئے ایک بنیادی اصول ہے۔ جو اسے تلوار سے توڑنا چاہتا ہے اُسے تلوار سے ہی منع کیا جائے گا کہ وہ ایسا نہ کرے خواہ وہ مسلم ہو یا غیر مسلم۔ اس آخری مسئلہ پر انشاء اللہ آئندہ کبھی بحث ہوگی۔ وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ۔

(رسالہ ریویو آف ریلیجنز اپریل ۱۹۳۹ء)

"انسانی فراست کا معجزہ"

(جناب ارشاد علی خان صاحب۔ لاہور)

جناب صفدر سلیمی نے آج سے چھ سات سال پیشتر سر سید احمد خاں مرحوم کے خلاف "الزام" کا دفاع کرتے ہوئے تحریر فرمایا تھا:۔

"سر سید کے خلاف ان کے مخالفین کا سب سے بڑا الزام یہ ہے کہ وہ ساری عمر برطانوی سامراج سے دوستی اور رفاقت کا حق ادا کرتے رہے اور اپنی قوم کو بھی اسکے خلاف نبرد آزما ہونے سے باز رکھا۔ وہ قوم جو زندگی کی صلاحیتوں سے بے نصیب اور حقائق سے روگردان ہو کر مدت سے جذبات کی رَو میں بہتی چلی آ رہی ہے اسکے گرم جوش حلقوں سے اس قسم کا الزام بعید از قیاس نہیں لیکن تاریخ کے اٹل حقائق کی روشنی میں ذرا سنجیدگی سے سوچئے کہ اگر سر سید اعتدال کی اس راہ کو اختیار نہ کرتے تو ہمارا حشر کیا ہوتا۔ سر سید کی عقابی نگاہوں نے بھانپ لیا تھا کہ مسلسل آرام کوشیوں اور عیاشیوں کے باعث جس قوم نے اپنی صدیوں کی سلطنت کے ساتھ زندگی کی متاعِ عزیز تک کو بھی ہار دیا اس کا نئے حکمرانوں سے جو پہلے ہی جوشِ انتقام میں اسکی رگِ حیات کاٹ دینے پر تلے بیٹھے تھے لڑائی مول لینا موت اور خودکشی کو دعوت دینے سے کم نہیں ..... قومی ہلاکت کی اس فضا میں انسانی فراست کا یہ کتنا بڑا معجزہ ہے کہ سر سید احمد کا قلم دلائل و براہین کی پوری قوت سے مسلح ہو کر حرکت میں آیا اور اس نے برطانوی حکومت پر واضح کیا کہ مسلمانوں کو اپنا ازلی دشمن سمجھنا نہ صرف غلط فہمی پر مبنی ہے بلکہ بددیانتی بھی۔" (طلوعِ اسلام۔ دسمبر ۱۹۵۹ء)

دیکھا آپ نے! سر سید احمد اگر برطانوی "سامراج" سے "دوستی" اور "رفاقت" کا حق ادا کریں تو یہ "انسانی فراست کا کتنا بڑا معجزہ" قرار دیا جاتا ہے لیکن سیدنا حضرت امام الزمان حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے تحت "جنگوں" کے "التوا" کا اعلان فرمائیں تو "غارت گر اقوام" ٹھہرائے جاتے ہیں؟ ✦

سلام جہاد

(محترم جناب نسیم سیفی صاحب)

صُلح و امن و آشتی کے رازداروں کو سلام
دین کے ان پہلوانوں، شہسواروں کو سلام

قابلِ تعریف ہیں یہ اہلِ دل، اہلِ نظر
مرکزِ توحید کے ان جاں نثاروں کو سلام

جن ہواؤں میں اُڑیں اُن کو پیامِ دوستی
جادہ پیما جن پہ ہوں، اُن رہگذاروں کو سلام

دشت و صحرا اب بنیں گے ان کے دم سے باغ وراغ
جن کو دیں اذنِ تبسم اُن بہاروں کو سلام

کفر و ایماں ہو رہے ہیں پنجہ کش اب چار سُو
مصطفٰےؐ کے نام لیوا، فوجداروں کو سلام

بزمِ ہستی کو سجائیں گے یہ اپنے نور سے
آسمانِ زندگی کے ماہ پاروں کو سلام

جلوۂ طُور و حرا کا شوق دل میں موجزن
کامیاب و کامران و کامگاروں کو سلام

ایک دن ہو کر رہے گی ان سے تکمیلِ مراد
ان بظاہر کم سواد و بے سہاروں کو سلام

ضامنِ کسرِ صلیب ان کی وفائے بے مثال
احمدِ مرسل کے ان خدمتگذاروں کو سلام

ان مجاہد جانفروشوں کی معیت میں نسیم
تیرے جیسے بے کسوں، بے اختیاروں کو سلام

آیات الجہاد فی القرآن

مکّی اور مدنی سورتوں میں جہاد کا ذکر

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے دو دور

اسلام کی اصطلاح میں جہاد اس انتہائی کوشش اور کامل ذرائع کے مؤثر استعمال کا نام ہے جو نیک مقصد کے لئے راہِ خدا میں کیا جائے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے دو دور تھے مکّی زندگی اور مدنی زندگی۔ ہجرت سے پہلے مکّی زندگی میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپؐ کے ساتھی ہر قسم کے مظالم کا تختۂ مشق بنے ہوئے تھے مگر صبر و برداشت کا کامل نمونہ پیش کرتے تھے۔ آخر ہجرت تک نوبت پہنچی۔ کفارِ مکّہ نے ہجرت کے بعد بھی مسلمانوں کو آرام سے بیٹھنے نہ دیا۔ حالانکہ وہ اپنے اموال و اوطان کی بھی قربانی کر چکے تھے۔ مدینہ پر کفار کے ظالمانہ حملہ کی وجہ سے اللہ تعالےٰ نے فرمایا اُذِنَ لِلَّذِيْنَ يُقَاتَلُوْنَ بِاَنَّهُمْ ظُلِمُوْا وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصْرِهِمْ لَقَدِيْرٌ۔ (سورۃ الحج) کہ اب ان مظلوم مسلمانوں کو جن سے کفار خواہ مخواہ جنگ کر رہے ہیں اجازت دی جاتی ہے کہ وہ بھی دفاعی جنگ کریں اللہ تعالیٰ ان کی مدد پر قدرت رکھنے والا ہے۔

گویا مسلمانوں کو دفاعی جنگ کی مدنی زندگی میں اجازت ملی اور وہ بھی اُس وقت جب کفار کی طرف سے ظلم و تعدی انتہا کو پہنچ چکی تھی۔ اب مومنوں کا فرض ہوگیا کہ اپنی ہستی، اپنے ناموس، اور اپنے دین کی حفاظت کے لئے پورے ذرائع سے مقابلہ کریں۔ اسلئے یہ قتال اور لڑائی بھی جہاد قرار پاگئی۔ گویا جہاد کی مختلف صورتوں میں سے ایک صورت دشمنانِ حق سے دفاعی جنگ کرنا بھی ہے۔ مکّی زندگی میں بھی جہاد جاری تھا مگر کوئی جنگ نہ تھی، کوئی قتال نہ تھا۔ مدنی زندگی میں بھی جہاد اپنی مختلف صورتوں میں جاری تھا۔ ہاں ان صورتوں میں سے ایک صورت دفاعی جنگ کی بھی تھی۔

ہم ذیل میں قرآن مجید کی مکّی سورتوں اور مدنی سورتوں سے جہاد والی آیات درج کرتے ہیں۔ ان پر تدبّر کرنے سے معلوم ہو جائے گا کہ اسلام میں جہاد کی کیا حقیقت ہے۔

جہاد کے بارے میں مکی آیات

۱۔ وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ ○

(عنکبوت: ۶۹)

ترجمہ۔ جو لوگ ہماری راہ میں جہاد کرتے ہیں ہم انہیں ضرور اپنے راستوں کی راہنمائی کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ نیکوکاروں کے ساتھ ہے۔

۲۔ وَمَنْ جَاهَدَ فَاِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهٖ اِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ○

(عنکبوت: ۶)

ترجمہ۔ جو شخص جہاد کرتا ہے وہ اپنے ہی فائدہ کے لئے جہاد کرتا ہے اللہ تعالیٰ تو سب لوگوں سے بے نیاز ہے۔

۳۔ ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ هَاجَرُوْا مِنْ بَعْدِ مَا فُتِنُوْا ثُمَّ جٰهَدُوْا وَصَبَرُوْا اِنَّ رَبَّكَ مِنْ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (النحل: ۱۰۵)

ترجمہ۔ پھر یقیناً تیرا رب ان لوگوں کے لئے جنہوں نے آزمائشوں میں پڑنے کے بعد ہجرت کی اور پھر اپنے جہاد کو جاری رکھا اور صبر و استقامت اختیار کی۔ یقیناً تیرا رب اسکے بعد بہت بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

۴۔ وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا وَاِنْ جَاهَدٰكَ لِتُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ○ (عنکبوت: ۸)

ترجمہ۔ ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی وصیت کی ہے۔ اے انسان! اگر وہ تجھ پر اپنا پورا زور بھی دیں کہ تو میرے ساتھ ان چیزوں کو شریک گردانے جن کا تجھے علم نہیں تو بھی تو اُن کی بات نہ مان میری طرف سب کا لوٹنا ہے میں تمہیں تمہارے اعمال سے آگاہ کروں گا۔

۵۔ وَاِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰۤى اَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا وَّاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ ثُمَّ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ○ (لقمان ۱۵)

ترجمہ۔ اے انسان! اگر تیرے ماں باپ زور لگائیں کہ تو میرے ساتھ ان معبودوں کو شریک ٹھہرائے جن کا تجھے کچھ علم نہیں تو ان کی یہ بات نہ مان۔ ہاں دنیا میں ان کے ساتھ بہتر رفاقت اختیار کر۔ اور ان لوگوں کے راستے کی پیروی کر جو میری طرف جھکتے ہیں پھر تم سب کا لوٹنا میری طرف ہوگا اور میں تمہارے کاموں سے تمہیں آگاہ کروں گا۔

۶۔ فَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَجَاهِدْهُمْ

بِهٖ جِهَادًا كَبِيْرًا۔ (الفرقان: ۵۲)

ترجمہ۔ کافروں کی اطاعت نہ کر بلکہ تو اُن کے ساتھ قرآن مجید کے ذریعہ سے **جہاد کبیر** کرتا رہ۔"

اِن چھ مکی آیات میں جہاد کبیر یعنی اشاعت قرآن کا حکم دیا گیا ہے اور جہاد کرنے والے مومنوں کی کامیابی کی بشارت دی گئی ہے۔ جہاد کا مقصد قرب الٰہی کا حصول قرار دیا گیا ہے۔ جہاد کا فائدہ یہ بتایا گیا ہے کہ اس سے خود مجاہد کو نفع پہنچتا ہے۔ جہاد کے لئے صبر و استقامت کو بنیادی جزو قرار دیا گیا ہے۔ چوتھی اور پانچویں آیت میں مشرک ماں باپ کے اپنے بیٹے کو شرک پر آمادہ کرنے کی کوشش کا نام بھی وسیع معنوں میں لغوی طور پر جہاد رکھا گیا ہے۔

ظاہر ہے کہ اگر جہاد اور لڑائی لازم ملزوم ہوتے تو مکی آیات میں یہ ذکر نہ ہوتا۔ بات یہی ہے کہ جہاد بہت وسیع مفہوم پر مشتمل ہے۔ ہاں جب جہاد کی اسلامی شرائط کے مطابق دفاعی جنگ کی جائے تو اس پر بھی لفظ جہاد کا اطلاق ہوتا ہے مگر یہ جہاد کی صرف ایک صورت ہے جو مخصوص شرائط کیساتھ تحقق پذیر ہوتی ہے۔

جہاد کے بارے میں مدنی آیات

۱۔ أَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَاجِّ وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ آمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَجَاهَدَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا يَسْتَوُوْنَ عِنْدَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝ (توبہ: ۱۹)

ترجمہ۔ کیا تم نے حاجیوں کو پانی پلانے اور مسجد حرام کے آباد رکھنے کو ان لوگوں کے اعمال کی مانند قرار دے لیا ہے جو اللہ تعالیٰ اور قیامت پر ایمان لاتے ہیں اور اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں، یہ سب اللہ کے نزدیک برابر نہیں ہو سکتے۔ اللہ تعالیٰ ظالم لوگوں کو کامیابی کا راستہ نہیں دکھاتا۔

۲۔ اَلَّذِيْنَ آمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ أَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ وَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَائِزُوْنَ ۝ (توبہ: ۲۰)

ترجمہ۔ جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے ہجرت کی اور اپنے مالوں اور جانوں سے راہِ خدا میں جہاد کیا وہ اللہ کے نزدیک بلند درجات والے ہیں اور وہی کامیاب ہیں۔

۳۔ وَإِذَا أُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ أَنْ آمِنُوْا بِاللّٰهِ وَجَاهِدُوْا مَعَ رَسُوْلِهِ اسْتَأْذَنَكَ أُولُوا الطَّوْلِ مِنْهُمْ وَقَالُوْا ذَرْنَا نَكُنْ مَّعَ الْقَاعِدِيْنَ ۝ (توبہ: ۸۶)

ترجمہ۔ جب کوئی سورۃ اُترتی ہے کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لاؤ اور اس کے رسول کے ساتھ مل کر جہاد کرو تو اُن میں سے بعض صاحب ثروت تجھ سے اجازت چاہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمیں پیچھے بیٹھنے والوں کے ساتھ چھوڑ جائیں۔

۴ - لٰكِنِ الرَّسُوْلُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ جَاهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْخَيْرَاتُ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○ (توبہ : ۸۸)

ترجمہ: لیکن رسول اور اس کے ساتھی مومنوں نے تو اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ساتھ جہاد کیا ہے اُن کے لئے عظیم الشان برکات ہیں اور وہی کامیاب ہونے والے ہیں۔

۵ - اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تُتْرَكُوْا وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جَاهَدُوْا مِنْكُمْ وَلَمْ يَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلَا رَسُوْلِهٖ وَلَا الْمُؤْمِنِيْنَ وَلِيْجَةً وَاللّٰهُ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ○ (توبہ : ۱۶)

ترجمہ: کیا تم نے گمان کر لیا ہے کہ تم یونہی چھوڑ دیئے جاؤ گے حالانکہ ابھی تک اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو نمایاں نہیں کیا جنہوں نے تم میں سے جہاد کیا ہے اور اللہ، اس کے رسول اور مومنوں کے سوا کسی کو دلی محبوب نہیں ٹھہرایا۔ اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں کی خبر رکھنے والا ہے

۶ - اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جَاهَدُوْا مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ الصّٰبِرِيْنَ ○ (آل عمران : ۱۴۲)

ترجمہ: کیا تم خیال کرتے ہو کہ تم یونہی جنت میں داخل ہو جاؤ گے حالانکہ ابھی تک اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو نمایاں نہیں فرمایا جنہوں نے تم میں سے جہاد کیا ہے نیز صبر کرنے والوں کو بھی نمایاں نہیں کیا۔

۷ - قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ ۨاقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ○ (توبہ : ۲۴)

ترجمہ: اے نبی! تو کہہ دے کہ لوگو! اگر تمہارے باپ دادے اور بیٹے پوتے اور بھائی اور بیویاں اور خاندان اور کمائے ہوئے مال اور تجارتیں جن کے ماند پڑنے سے تم ڈرتے ہو اور مکانات جو تمہیں پسندیدہ ہیں اگر یہ سب کچھ تمہیں اللہ، اس کے رسول اور اللہ کی راہ میں جہاد سے زیادہ عزیز ہے تو انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا فیصلہ نافذ کر دے اللہ تعالیٰ فاسقوں کو کامیابی کی راہ نہیں دکھاتا۔

۸ - اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا وَّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○ (توبہ : ۴۱)

ترجمہ۔ ہلکے پھلکے اور بوجھل ہونے کی صورت میں یعنی ہر حال میں راہ خدا میں نکل پڑو اور اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے راہ خدا میں جہاد کرو۔ یہ تمہارے لئے بہت بابرکت ہے اگر تم جانو۔

۹۔ لَا يَسْتَأْذِنُكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ أَنْ يُجَاهِدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ وَاللّٰهُ عَلِيمٌ بِالْمُتَّقِينَ ۝ (توبہ ۴۴)

ترجمہ۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان لاتے ہیں وہ تجھ سے اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ساتھ جہاد کرنے سے رخصت نہیں مانگتے۔ اللہ تعالیٰ متقیوں کو خوب جاننے والا ہے۔

۱۰۔ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ وَمَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ۝ (توبہ: ۷۳)

ترجمہ۔ اے نبی! کافروں اور منافقوں سے جہاد کر اور ان کے خلاف شدت اختیار کر۔ ان کا ٹھکانہ جہنم ہے اور برا ٹھکانا ہے

۱۱۔ فَرِحَ الْمُخَلَّفُونَ بِمَقْعَدِهِمْ خِلَافَ رَسُولِ اللّٰهِ وَكَرِهُوا أَنْ يُجَاهِدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَقَالُوا لَا تَنْفِرُوا فِي الْحَرِّ قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ أَشَدُّ حَرًّا لَوْ كَانُوا يَفْقَهُونَ ۝ (توبہ ۸۱)

ترجمہ۔ رسول اللہ کے طریق کے خلاف پیچھے رہنے والے اپنے بیٹھے رہنے پر خوش ہوگئے انہوں نے ناپسند کیا کہ اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ساتھ راہ خدا میں جہاد کریں اور انہوں نے دوسروں کو بھی کہا کہ گرمی میں نہ نکلو۔ تو کہہ دے کہ جہنم کی آگ گرمی کے لحاظ سے بہت سخت ہے کاش ان لوگوں کو سمجھ ہوتی۔

۱۲۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ وَجَاهِدُوا فِي سَبِيلِهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝ (مائدہ ۳۶)

ترجمہ۔ اے ایماندارو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور ہر حاجت اسی سے طلب کرو۔ اس کی راہ میں جہاد کرو تا تم کامیاب ہو جاؤ۔

۱۳۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَنْ يَرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ فَسَوْفَ يَأْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ أَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٍ عَلَى الْكَافِرِينَ يُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ۝ (مائدہ: ۵۴)

ترجمہ۔ اے ایماندارو! اگر تم میں سے کوئی اپنے دین سے مرتد ہو جائے تو اللہ تعالیٰ عنقریب ایسی قوم لائے گا جن سے وہ محبت

کریگا اور وہ اس سے محبت کریں گے۔ وہ مومنوں کے سامنے گھل مل کر رہنے والے ہوں گے اور کافروں کے مقابلہ پر پُر رعب۔ اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے۔ یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے گا دیگا۔ اللہ تعالیٰ بڑی وسعتوں کا مالک اور علم والا ہے۔

۱۴۔ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ آوَوا وَّنَصَرُوا أُولَٰئِكَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يُهَاجِرُوا مَا لَكُم مِّن وَلَايَتِهِم مِّن شَيْءٍ حَتَّىٰ يُهَاجِرُوا وَإِنِ اسْتَنصَرُوكُمْ فِي الدِّينِ فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ إِلَّا عَلَىٰ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُم مِّيثَاقٌ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ○ (الانفال: ۷۲)

ترجمہ۔ یقیناً وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے ہجرت کی اور اپنے مالوں اور جانوں کے ساتھ راہِ خدا میں جہاد کیا نیز وہ لوگ جنہوں نے (مہاجرین کو) پناہ دی اور مدد کی یہ سب ایک دوسرے کے دوست اور مددگار ہیں ہاں وہ لوگ جو ایمان تو لائے مگر انہوں نے ہجرت نہیں کی تمہیں تا ہجرت ان کی دوستی اور مدد سے کوئی سروکار نہیں۔ البتہ اگر وہ تم سے دین میں مظلوم ہونے پہ مدد طلب کریں تو تم پر اُن کی مدد کرنا واجب ہے سوائے ایسی قوم کے خلاف جس سے تمہارے معاہدات ہیں۔ اللہ تعالیٰ تمہارے کاموں کو دیکھنے والا ہے۔

۱۵۔ وَالَّذِينَ آمَنُوا مِن بَعْدُ وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا مَعَكُمْ فَأُولَٰئِكَ مِنكُمْ وَأُولُو الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ فِي كِتَابِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ○ (الانفال: ۷۵)

ترجمہ۔ جو لوگ بعد میں ایمان لائیں، ہجرت کریں اور تمہارے ساتھ مل کر جہاد کریں وہ تم میں سے ہیں۔ رشتہ دار ایک دوسرے کے ساتھ کتاب الٰہی کے مطابق حق قرابت رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ ہر چیز کو بخوبی جاننے والا ہے۔

۱۶۔ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ آوَوا أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا لَّهُم مَّغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ○ (الانفال: ۷۴)

ترجمہ۔ جو لوگ ایمان لائے انہوں نے ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا اور وہ لوگ جنہوں نے پناہ دی کیا یہی پختہ مومن ہیں۔ ان

کے لئے مغفرت ہوگی اور با عزت رزق ملے گا۔

۱۷۔ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِیْنَ ھَاجَرُوْا وَجَاھَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اُولٰٓئِکَ یَرْجُوْنَ رَحْمَتَ اللّٰہِ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝ (البقرہ: ۲۱۹)

ترجمہ۔ تحقیق وہ لوگ جو ایمان لائے اور وہ لوگ جنہوں نے ہجرت کی اور راہِ خدا میں جہاد کیا وہ بجا طور پر اللہ تعالیٰ کی رحمت کے امیدوار ہیں۔ اللہ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

۱۸۔ لَا یَسْتَوِی الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ غَیْرُ اُولِی الضَّرَرِ وَالْمُجَاھِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ بِاَمْوَالِھِمْ وَاَنْفُسِھِمْ فَضَّلَ اللّٰہُ الْمُجَاھِدِیْنَ بِاَمْوَالِھِمْ وَاَنْفُسِھِمْ عَلَی الْقَاعِدِیْنَ دَرَجَۃً وَکُلًّا وَّعَدَ اللّٰہُ الْحُسْنٰی وَفَضَّلَ اللّٰہُ الْمُجَاھِدِیْنَ عَلَی الْقَاعِدِیْنَ اَجْرًا عَظِیْمًا ۝

(النساء: ۹۵)

ترجمہ۔ وہ مومن جو بغیر تکلیف اور شرعی عذر کے گھروں میں بیٹھ رہتے ہیں ان مجاہدوں کے برابر نہیں ہو سکتے جو اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ساتھ راہِ خدا میں جہاد کرنے والے ہیں اللہ تعالیٰ نے مال و جان سے جہاد کرنے والوں کو بیٹھنے والوں پر درجہ کے لحاظ سے فضیلت بخشی ہے اللہ تعالیٰ نے سب سے اچھے انجام کا وعدہ فرمایا ہے اس نے مجاہدین کو قاعدین پر اجرِ عظیم کی برتری بخشی ہے۔

۱۹۔ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ ثُمَّ لَمْ یَرْتَابُوْا وَجَاھَدُوْا بِاَمْوَالِھِمْ وَاَنْفُسِھِمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۝ (الحجرات: ۱۵)

ترجمہ۔ سچے مومن وہی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے اور پھر کسی شک میں مبتلا نہ ہوئے اور انہوں نے اپنے مالوں اور جانوں کے ساتھ راہِ خدا میں جہاد کیا یہی راستباز لوگ ہیں۔

۲۰۔ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّیْ وَعَدُوَّکُمْ اَوْلِیَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَیْھِمْ بِالْمَوَدَّۃِ وَقَدْ کَفَرُوْا بِمَا جَآءَکُمْ مِّنَ الْحَقِّ یُخْرِجُوْنَ الرَّسُوْلَ وَاِیَّاکُمْ اَنْ تُؤْمِنُوْا بِاللّٰہِ رَبِّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ خَرَجْتُمْ جِھَادًا فِیْ سَبِیْلِیْ وَابْتِغَآءَ مَرْضَاتِیْ تُسِرُّوْنَ اِلَیْھِمْ بِالْمَوَدَّۃِ وَاَنَا اَعْلَمُ

بِمَا أَخْفَيْتُمْ وَمَا أَعْلَنْتُمْ وَمَنْ يَفْعَلْهُ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاءَ السَّبِيلِ۔ (الممتحنہ: ۱)

ترجمہ۔ اے ایماندارو! میرے اور اپنے دشمنوں کو ایسے دوست نہ بناؤ کہ تم ان کو دلی محبت کے پیغام بھیجو۔ حالانکہ وہ اس حق کا انکار کر چکے ہیں جو تمہارے پاس آیا ہے پھر وہ رسول کو اور تم کو صرف اسلئے جلاوطن کر رہے ہیں کہ تم اللہ پر جو تمہارا رب ہے ایمان لاتے ہو۔ تم ایسے لوگوں سے دوستی نہ کرو اگر تم میرے راستے میں جہاد کے لئے نکلے ہو اور میری خوشنودی چاہتے ہو۔ تم ان کو خفیہ طور پر مودّت و دوستی کے پیغام بھیجتے ہو حالانکہ میں ان تمام باتوں کو جانتا ہوں جو تم چھپاتے ہو اور جو ظاہر کرتے ہو جو شخص تم میں سے اس طریق کو اختیار کرے گا وہ تو سیدھے راستہ سے بھٹک گیا۔"

۲۱۔ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتَّى نَعْلَمَ الْمُجَاهِدِينَ مِنْكُمْ وَالصَّابِرِينَ وَنَبْلُوَا أَخْبَارَكُمْ۔ (محمد: ۳۱)

ترجمہ۔ ہم تمہیں ابتلاؤں میں ڈالیں گے یہاں تک کہ ہم تم میں جہاد کرنے والوں اور صبر کرنے والوں کو نمایاں کر دیں گے اور تمہارے حالات و اخبار کو ظاہر کر دیں گے۔

۲۲۔ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ۔ (الصف: ۱۱)

ترجمہ۔ تم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ گے اور راہِ خدا میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے جہاد کرو گے۔ اگر تم جانو تو یہ تمہارے لئے بہت مفید اور بابرکت ہے۔

۲۳۔ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ وَمَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ۔ (تحریم: ۹)

ترجمہ۔ اے نبی! کافروں اور منافقوں سے جہاد جاری رکھیں اور ان کے مقابلہ پر مضبوط موقف اختیار کریں ان کا ٹھکانہ جہنم ہے اور یہ بُرا انجام ہے۔

۲۴۔ وَجَاهِدُوا فِي اللَّهِ حَقَّ جِهَادِهِ۔ (الحج: ۷۸)

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ کے لئے اُس تک پہنچنے کی خاطر پُورا پُورا جہاد کرو۔"

ناظرین کرام! جہاد کے متعلق ان چوبیس[۲۴] آیاتِ قرآنیہ پر تدبّر کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اسلام میں دفاعی جنگ کو اسلئے جہاد قرار دیا گیا ہے کہ اس سے مسلمانوں، ان کے دین اور ان کے معاشرہ کی حفاظت ہوتی ہے اور مجاہدین اپنے مالوں اور اپنی جانوں کی قربانی سے ایک اعلیٰ مقصد

کو حاصل کرتے ہیں اسی لئے اسلام نے مجاہدین کیلئے نیکی، تقویٰ، صبر و استقامت، اطاعتِ نظام کو بنیادی لوازم قرار دیا ہے۔ گویا تلوار کے جہاد سے پہلے، اس کی موجودگی میں، اور اس کے بعد بھی جہادِ اکبر کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ اور جہادِ کبیر ہر وقت لازم ہوتا ہے۔

اسلام نے تلوار کے جہاد کو اپنے موقعہ پر نہایت اہم قرار دیا ہے اس سے گریز کرنے والا سچا مسلمان نہیں رہ سکتا۔ مگر اس کے لئے یہ بھی لازمی قرار دیا ہے کہ سچا مجاہد وہ ہے جو اپنے نفس کی اصلاح کرتا ہے۔ تقویٰ سے زندگی بسر کرتا ہے اور دین کے تمام احکام کی پیروی کرتا ہے۔ مال کی قربانی بھی کرتا ہے اور امام وقت کی زیرِ ہدایت جان بھی قربان کرتا ہے۔ اگر حالات کے لحاظ سے جنگ کا موقعہ نہ ہو یعنی دشمن اسلام اور مسلمانوں پر حملہ آور نہ ہو رہا ہو تو بھی جہاد اپنے دوسرے اہم پہلوؤں سے جاری رہتا ہے۔ پس مومن کی زندگی سراپا جہاد ہوتی ہے۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین ٭

بزم و رزم

خوب ہے گو جمال و زیبائی
خوب ہے گرچہ بزم آرائی
پھر بھی مردانِ حُر کو لازم ہے
رَزم کی رسم سے شناسائی

(راجہ ظفر)

اقسامِ جہاد اور احادیثِ نبویہ

حضرت امام غزالیؒ کی تصریحات

ذیل کے تین حوالے حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور کتاب مکاشفۃ القلوب سے ماخوذ ہیں۔ ان سے جہاد کی اقسام پر پوری روشنی پڑتی ہے اور تبلیغ کے جہاد کی اہمیت بھی واضح ہو جاتی ہے۔

(۱) "قال نبیّنا صلی اللہ علیہ وسلم لقوم قدموا من الجہاد مرحباً بکم قدمتم من الجہاد الاصغر الی الجہاد الاکبر قیل یا رسول اللہ وما الجہاد الاکبر قال جہاد النفس۔" (مکاشفۃ القلوب صفحہ ۲۱۳ مطبوعہ مصر)

ترجمہ۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک گروہ کو جو جہاد سے واپس آیا تھا مرحبا کہتے ہوئے فرمایا کہ تم **جہاد اصغر** سے اب **جہاد اکبر** کی طرف آگئے ہو۔ عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ جہاد اکبر کیا ہے؟ تو آپؐ نے فرمایا کہ نفس کے ساتھ جہاد کرنا"

---

(۲) "(حُکِیَ عن بعض اہل المعرفۃ) انہ قال الجہاد علی ثلاثۃ اصناف جہاد مع الکفار وھو جہاد الظاہر کالذی فی قولہ تعالیٰ یُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، وجہاد مع اصحاب الباطل بالعلم والحجۃ کقولہ تعالیٰ وَجَادِلْهُم بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ، وجہاد مع النفس الامارۃ بالسّوء کالذی فی قولہ تعالیٰ وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا و قولہ صلی اللہ علیہ وسلم افضل الجہاد جہاد النفس ان الصحابۃ رضوان اللہ علیہم اجمعین کانوا اذا رجعوا من جہاد الکفار یقولون رجعنا من الجہاد الاصغر الی الجہاد الاکبر وانما سمّوا الجہاد مع الھوی والنفس و الشیطان اکبر لان الجہاد معہا ادوم وجہاد الکفار یکون فی وقت دون وقت۔"

(مکاشفۃ القلوب صفحہ ۱۲)

ترجمہ۔ بعض اہل معرفت سے حکایت ہے کہ

انہوں نے فرمایا۔ کہ جہاد کی تین قسمیں ہیں۔ (۱) کافروں سے جہاد۔ یہ جہاد ظاہر ہے جس کا ذکر آیتِ قرآنی یجاھدون فی سبیل اللّٰہ میں ہے (۲) اہلِ باطل کے ساتھ علم اور دلیل کا جہاد جس کا ذکر آیت وجادلھم بالتی ھی احسن میں ہے (۳) نفسِ امارہ کے ساتھ جہاد۔ جیسا کہ آیت والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سُبُلَنا میں ہے نیز اس حدیث نبوی میں جس میں آیا ہے کہ بہترین جہاد نفس کے ساتھ جہاد ہے صحابہ رضی اللہ عنہم جب کفار کے ساتھ جہاد سے واپس آتے تو کہتے کہ ہم جہادِ اصغر سے جہادِ اکبر کی طرف لوٹ آئے ہیں۔ صحابہؓ نے اپنی خواہش، اپنے نفس اور شیطان سے جہاد کرنے کو جہاد اکبر اسلئے قرار دیا کہ یہ جہاد دائمی اور ہر وقت کا ہے اور کفار سے جہاد کسی وقت ہوتا ہے اور کسی وقت نہیں ہوتا۔"

---

(۳) "قال ابوذر الغفاری قال ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ یا رسول اللّٰہ ھل من جہاد غیر قتال المشرکین فقال رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم نعم یا ابا بکر ان للّٰہ تعالیٰ مجاھدین فی الارض افضل من الشھداء احیاء مرزوقین یمشون علی الارض یباھی اللّٰہ بھم ملائکۃ السماء وتزین لھم الجنۃ کما تزینت ام سلمۃ لرسول اللّٰہ فقال ابوبکر رضی اللّٰہ عنہ یا رسول اللّٰہ و من ھم قال الآمرون بالمعروف والناھون عن المنکر والمحبّون فی اللّٰہ و المبغضون فی اللّٰہ۔"

(مکاشفۃ القلوب ص۳۰)

ترجمہ۔ حضرت ابوذرؓ کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے پوچھا یا رسول اللہ! کیا مشرکوں سے جنگ کے علاوہ بھی کوئی اور جہاد ہے؟ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں ہے۔ اے ابوبکر! زمین پر اللہ تعالیٰ کے ایسے مجاہد بندے بھی ہیں جو شہیدوں سے افضل ہیں حالانکہ وہ زندہ ہیں اور کھاتے پیتے اور زمین پر چلتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو ملائکہ کے سامنے بطور فخر پیش کرتا ہے اور ان کے لئے جنت اسی طرح سجائی جائے گی جس طرح ام سلمہ رسول اللہ کے لئے آراستہ کی گئی تھی حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! وہ کون لوگ ہیں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا وہ ایسے تبلیغ کرنے والے لوگ ہیں جو امر بالمعروف کرتے ہیں اور نہی عن المنکر کرتے ہیں اور ان کی محبت اور دشمنی محض اللہ کی خاطر ہوتی ہے۔"

اقسامِ جہاد اور امامِ لغت راغب اصفہانی

لغت کے رُو سے جہاد کا مفہوم

اہلِ لغت نے جہاد کے لفظ کی خوب تحقیق کی ہے مشہور لغتِ قرآن (المفردات) میں لکھا ہے:-

(جهد) الجَهْدُ والجُهْدُ الطاقةُ والمَشَقّةُ وقيلَ الجَهْدُ بالفتحِ المَشَقّةُ والجُهْدُ الواسعُ وقيلَ الجُهْدُ للإنسانِ قال تعالىٰ وَالَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ اِلَّا جُهْدَهُمْ وقال تعالىٰ وَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ اى حلفوا وَ اجْتَهَدُوا في الحَلِفِ اَن يأتُوا بهٖ على اَبْلَغِ ما في وُسْعِهِم والاجتهادُ اَخْذُ النفسِ ببذلِ الطاقةِ و تحمّلِ المشقّةِ يُقالُ جَهَدْتُ رَأيي واَجْهَدْتُهُ اَتعبتُهُ بالفكرِ والجهادُ والمُجاهدةُ استفراغُ الوُسعِ في مُدافعةِ العدوِّ والجهادُ ثلاثةُ اَضْرُبٍ مُجاهدةُ العدوِّ الظاهرِ ومُجاهدةُ الشيطانِ و مُجاهدةُ النفسِ وتدخلُ ثلاثتُها في قولهٖ تعالىٰ وَجَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ وَجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَ جَاهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ و قال صلى الله عليه وسلم جاهِدُوا اَهْوَاءَكُمْ كما تُجاهِدُونَ اَعداءَكُمْ والمُجاهدةُ تكونُ باليدِ واللسانِ قال صلى الله عليه وسلم

جَاهِدُوا الْكُفَّارَ بِأَيْدِيْكُمْ وَأَلْسِنَتِكُمْ۔

(المفردات للراغب الاصفہانی)

ترجمہ - لفظ جَہْد اور جُہْد کے معنے طاقت اور مشقت کے ہیں۔ بعض نے کہا ہے کہ جَہْد کے معنے مشقت کے ہیں اور جُہْد کا مفہوم وسعت والا ہے۔ اور لفظ جُہْد کا اطلاق انسان کے لئے ہوتا ہے جیسا کہ آیت لَا يَجِدُوْنَ اِلَّا جُهْدَهُمْ میں ہے۔ آیتِ قرآنی وَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ کا مطلب یہ ہے کہ ان لوگوں نے حلف اُٹھائی اور پوری کوشش کی کہ اپنے مقدور بھر اس کو موثر بنائیں۔ لفظ اجتہاد سے مراد ہوتی ہے کہ انسان اپنے نفس کو پوری طاقت خرچ کرنے اور کامل مشقت برداشت کرنے پر آمادہ کرتا ہے۔ چنانچہ جہدت رأیی واجهدته کا مطلب یہ ہوگا کہ مَیں نے فکر کرتے کرتے اپنے آپ کو تھکا دیا۔ لفظ جہاد اور مجاهدہ کے معنے ہیں کہ دشمن کی مدافعت میں پوری طاقت خرچ کر دی جائے۔ جہاد کی تین قسمیں ہیں (۱) ظاہری دشمن سے مقابلہ (۲) شیطان سے مقابلہ اور (۳) نفس سے مقابلہ۔ یہ تینوں قسمیں آیاتِ کریمہ وَجَاهِدُوْا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ، وَ جَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَ اَنْفُسِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجَاهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ میں مراد ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس طرح تم اپنے دشمنوں سے جہاد کرتے ہو اسی طرح اپنی نفسانی خواہشات سے بھی جہاد کرو۔ مجاہدہ ہاتھ کے ساتھ بھی ہوتا ہے اور زبان کے ساتھ بھی، رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جَاهِدُوا الْكُفَّارَ بِاَيْدِيْكُمْ وَ اَلْسِنَتِكُمْ کہ اے مومنو! تم کفار سے اپنے ہاتھوں سے بھی جہاد کرو اور اپنی زبانوں سے بھی جہاد کرو"۔

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کے دو ضروری حوالے

(۱) تلوار کا جہاد کب واجب ہوتا ہے؟

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی کتاب نور الحق میں ایک معاندِ اسلام کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں :-

" واما ما ذکر ھٰذا الواشی قصۃ جھادِ الاسلام وتظنی ان القرآن یحث علی الجھادِ مطلقاً من غیرِ شرطٍ من الشرائطِ فایّ زورٍ وافتراءٍ اکبر من ذالک؟ ان کان احدٌ من المتدبرین فلیعلم ان القرآن لا یأمر بحربِ احدٍ الا بالذین یمنعون عباد اللّٰہ ان یؤمنوا بہ ویدخلوا فی دینہ ویطیعوہ فی جمیع احکامہ ویعبدوہ کما اُمروا والذین یقاتلون بغیر الحقِ ویخرجون المؤمنین من دیارھم واوطانھم ویدخلون الخلق فی دینھم جبراً وقھراً ویریدون ان یطفئوا نور الاسلام ویصدّون الناس من ان یسلموا اولٰئک الذین غضب اللّٰہ علیھم ووجب علی المؤمنین ان یحاربوھم ان لم ینتھوا۔"

(نور الحق حصہ اولیٰ صفحہ ۴۴)

ترجمہ - اس چغلخور نے جو اسلام کے جہاد کا قصہ ذکر کیا ہے اور خیال کیا ہے کہ اسلام مطلق طور پر بغیر کسی شرط کے جہاد کی ترغیب دیتا ہے سو یہ ایسا جھوٹ اور افترا ہے کہ اس سے بڑا جھوٹ نہیں ہو سکتا - اگر کوئی سوچنے والا ہے تو اُسے جاننا چاہیئے کہ قرآن مجید صرف ان لوگوں سے جنگ کرنے کا حکم دیتا ہے جو اللہ کے بندوں کو ایمان لانے اور اس کے دین میں داخل ہونے سے روکتے ہیں اور اسکے سب احکام کی اطاعت اور کما حقہٗ عبادت سے منع کرتے ہیں وہ ایسے لوگ ہیں جو ناحق جنگ کرتے ہیں اور مومنوں کو اُنکے گھروں اور وطنوں سے نکالتے ہیں اور مخلوقِ خدا کو جبر اور زبردستی سے اپنے دین میں داخل کرتے ہیں اور نورِ اسلام کو بجھانا چاہتے ہیں اور لوگوں کو اسلام لانے سے روکتے ہیں - یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ تعالےٰ ناراض ہے اور **مومنوں پر واجب ہے کہ اگر** وہ اپنے بدعمل سے باز نہ آئیں تو اُن سے جنگ کریں۔"

(۲) جدید جنگی آلاتِ حرب کے استعمال کی نسبت

حضرت حَکَم عَدل کا ناطق فیصلہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں :-
"یہ بھی یاد رہے کہ اللہ جلشانہ نے قرآن کریم میں تدبیر اور انتظام کیلئے ہمیں حکم فرمایا ہے اور ہمیں مامور کیا ہے کہ جو احسن تدبیر اور انتظام خدمتِ اسلام کے لئے ہم قرین مصلحت سمجھیں اور دشمن پر غالب ہونے کے لئے مفید خیال کریں وہی بجا لاویں جیسا کہ وہ عزّ اسمہٗ فرماتا ہے وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ یعنی دینی دشمنوں کے لئے ہر ایک قسم کی طیاری جو کر سکتے ہو کرو اور اعلاء کلمہ اسلام کے لئے جو قوت لگا سکتے ہو لگاؤ۔ اب دیکھو کہ یہ آیت کریمہ کس قدر بلند آواز سے ہدایت فرما رہی ہے کہ جو تدبیریں خدمتِ اسلام کے لئے کارگر ہوں سب بجا لاؤ اور تمام قوت اپنے فکر کی، اپنے بازو کی، اپنی مالی طاقت کی، اپنے احسن انتظام کی، اپنی تدبیر شائستہ کی اس راہ میں خرچ کرو تا تم فتح پاؤ۔
..... اس آیت موصوفہ بالا پر غور کرنے والے سمجھ سکتے ہیں کہ بر طبق حدیث نبوی کہ انما الاعمال بالنیات کوئی احسن انتظام اسلام کی خدمت کے لئے سوچنا بدعت اور ضلالت میں داخل نہیں ہے جیسے جیسے بوجہ تبدل زمانہ کے اسلام کو نئی نئی صورتیں مشکلات کی پیش آتی ہیں یا نئے نئے طور پر ہم لوگوں پر مخالفوں کے حملے ہوتے ہیں ویسی ہی ہمیں نئی تدبیریں کرنی پڑتی ہیں۔ پس اگر حالتِ موجودہ کے موافق ان حملوں کے رد کرنے کی کوئی تدبیر اور تدارک سوچیں تو وہ ایک تدبیر ہے بدعات سے اس کو کچھ تعلق نہیں اور ممکن ہے کہ بباعث انقلاب زمانہ کے ہمیں بعض ایسی مشکلات پیش آ جائیں جو ہمارے سید و مولیٰ نبی کریم

صلی اللہ علیہ وسلم کو اُس رنگ اور
طرز کی مشکلات پیش نہ آئی ہوں۔
مثلاً ہم اِس وقت کی لڑائیوں میں
پہلی طرز کو جو مسنون ہے اختیار
نہیں کر سکتے۔ چونکہ اِس زمانہ میں طریقِ
جنگ و جدل بالکل بدل گیا ہے
اور پہلے ہتھیار بیکار ہو گئے اور
نئے ہتھیار لڑائیوں کے پیدا
ہوئے ہیں اب اگر ان ہتھیاروں
کو پکڑنا اور اٹھانا اور ان سے
کام لینا ملوکِ اسلام بدعت
سمجھیں اور میاں رحیم بخش جیسے
مولوی کی بات پر کان دھر کے
ان اسلحہ جدیدہ کا استعمال کرنا
ضلالت و معصیت خیال کریں اور
یہ کہیں کہ یہ وہ طریقِ جنگ ہے کہ
نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
اختیار کیا اور نہ صحابہ اور تابعین
نے۔ تو فرمائیے کہ بجز اس کے کہ
ایک ذلت کے ساتھ اپنی ٹوٹی پھوٹی
سلطنتوں سے الگ ہو جائیں اور
دشمن فتحیاب ہو جائے کوئی اور بھی
اس کا نتیجہ ہوگا۔ پس ایسے مقامات
تدبیر اور انتظام میں خواہ وہ مشابہ
جنگ و جدل ظاہری ہو یا باطنی،
اور خواہ تلوار کی لڑائی ہو یا قلم کی
ہماری ہدایت پانے کے لئے یہ
آیت کریمہ موصوفہ بالا کافی ہے
یعنی یہ کہ اَعِدُّوْا لَهُمْ مَا
اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ۔
اللہ جلشانہٗ اس آیت میں ہمیں عام
اختیار دیتا ہے کہ دشمن کے مقابل
پر جو احسن تدبیر تمہیں معلوم ہو اور
جو طرز تمہیں مؤثر اور بہتر دکھائی
دے وہی اختیار کرو۔"
(آئینہ کمالاتِ اسلام ص ۶۰۹-۶۱۰)

خاص درخواست

ہمارے معاونینِ خاص جنہوں نے دس سالہ
تحریک میں شمولیت فرمائی ہے احباب کرام کی دعاؤں
کے خاص مستحق ہیں۔ ان کے نام بھی عنقریب پھر شائع
ہوں گے۔ سب کے لئے درخواستِ دعا ہے۔

نیز محترم عزیزم مولوی دوست محمد صاحب
شاہد نے اِس جہاد نمبر کی تیاری میں بہت
تعاون فرمایا ہے جزاہ اللہ خیراً۔ ان کیلئے
بھی درخواستِ دعا ہے۔

(ایڈیٹر)

برمحل تلوار کا جہاد اور جماعت احمدیہ

اسلام جن عقائد اور جن بنیادی اعمال کے مجموعہ کا نام ہے ان سرِفہرست ارکان میں جہاد بھی شامل ہے۔ جہاد کے بغیر کوئی اسلامی زندگی نہیں۔ مومن کی زندگی کا ہر لمحہ جہاد میں گزرنا ضروری ہے۔ نبیؐ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے وَالْمُجَاهِدُ مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهٗ فِيْ طَاعَةِ اللّٰهِ کہ مجاہد وہ ہے جو ہر وقت اطاعتِ الٰہی کی خاطر اپنے نفس سے جہاد میں لگا رہتا ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح کتاب الایمان)

قرآن مجید اور احادیثِ نبویہؐ میں جہاد پر بہت زور دیا گیا ہے۔ جہاد کی انواع و اقسام بیان کی گئی ہیں اور مومنوں کو ترغیب دی گئی ہے کہ وہ ہر وقت کسی نہ کسی جہاد میں مصروف رہیں۔ **جہاد کے بغیر زندگی بے مصرف ہے۔** جہاد ایک عبادت ہے اور اسے دیگر عبادتوں کی طرح اپنی شرائط اور اوقات کے مطابق ادا کرنا ضروری ہے۔

نفس کی اصلاح بھی جہاد ہے، قرآنی حقائق و معارف کی اشاعت بھی جہاد ہے، زبان اور قلم سے اسلام کی تبلیغ کرنا بھی جہاد ہے۔ راہِ خدا میں مال خرچ کرنا بھی جہاد ہے۔ دشمن کے مقابلہ میں برمحل جنگ کرنا بھی جہاد ہے۔ غرض جہاد کی بہت سی اقسام ہیں۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام سیدنا حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے مثیل ہیں۔ آپؑ کی بعثت بھی جمالی تھی یعنی ہر دو کو اپنی اپنی زندگی میں تلواروں کی جنگ سے واسطہ پڑنے والا نہ تھا۔ صحیح البخاری کی مشہور حدیث يَضَعُ الْحَرْبَ میں اس کی پیشگوئی بھی موجود ہے اسلئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے زمانہ کے بارے میں اسلامی تعلیم کے مطابق اعلان فرمایا کہ مذہبی آزادی دینے والی اور امن قائم کرنے والی حکومت سے اس وقت لڑائی کا نام جہاد نہیں۔ آپ نے تبلیغی اغراض اور اشاعتِ اسلام کی خاطر اس اسلامی تعلیم کو بجرات بیان فرمایا اور اسلامی جہاد کی پوری حقیقت اپنی کتب میں تفصیل سے ذکر کر دی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وصال سنہ ۱۹۰۸ء میں ہو گیا۔ ملک اور حکومت کے حالات بدلتے رہے یہاں تک کہ سنہ ۱۹۴۷ء میں انگریز چلے گئے اور ہندوستان کے دو مستقل حصے ہو گئے۔ بھارت اور پاکستان۔

بھارت کی ہندو حکومت کا رویہ روزِ اوّل سے مسلمانوں کے خلاف ہے اور وہ چاہتی ہے کہ پاکستان کو صفحۂ ہستی سے مٹا دیا جائے یا اسے بھارت کا باجگزار بنا لیا جائے۔ نوبت باینجا رسید کہ بھارت نے پاکستان پر جارحانہ حملہ کر دیا اور زورِ بازو سے پاکستانی مسلمانوں کو نیست و نابود کرنا چاہا۔ اب وقت آ گیا کہ پاکستانی افواج اپنا دفاع کریں اور تلوار کے جہاد کے ذریعہ اپنی اور مسلمانوں کی بقاء اور ملک کے

استحکام کا اہتمام کریں۔

ایسے موقعہ کے لئے احمدیت کا موقف کیا ہے؟

سو یاد رکھنا چاہیئے کہ ایسے وقت میں دفاعی جنگ ازروئے قرآن مجید جہاد ہے۔ اللہ تعالیٰ نے متعدد آیات میں اس جہاد کی تلقین فرمائی ہے۔ احکام قرآن پاک کے متعلق جماعت احمدیہ کا عقیدہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الفاظ میں حسب ذیل ہے۔ فرمایا:۔

(الف) "تمہارے لئے ایک ضروری تعلیم یہ ہے کہ قرآن شریف کو مہجور کی طرح نہ چھوڑو کہ تمہاری اسی میں زندگی ہے۔ جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے۔ جو لوگ ہر ایک حدیث اور ہر ایک قول پر قرآن کو مقدم رکھیں گے ان کو آسمان پر مقدم رکھا جائے گا۔ نوع انسان کے لئے روئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن۔ اور تمام آدمزادوں کے لئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔" (کشتی نوح ص۱۹)

(ب) "تم ہوشیار رہو اور خدا کی تعلیم اور قرآن کی ہدایت کے برخلاف ایک قدم بھی نہ اٹھاؤ۔ میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ جو شخص قرآن کے سات سو حکم میں سے ایک چھوٹے سے حکم کو بھی ٹالتا ہے وہ نجات کا دروازہ اپنے ہاتھ سے بند کرتا ہے۔" (کشتی نوح ص۲۶)

قرآن مجید کا ہر حکم محکم ہے۔ اس کے نسخ کا سوال ہی نہیں۔ ہمارے نزدیک قرآن مجید کی کوئی آیت منسوخ نہیں ہے اور نہ کبھی ہوگی اسلئے قرآن مجید کا جہاد بالسیف کا حکم بھی اپنی شرائط کے پائے جانے پر فرض اور واجب ہے۔ رمضان کے روزے اپنی شرائط کے ساتھ فرض ہیں۔ اسی طرح جہاد اپنی شرائط کے ساتھ فرض ہے۔ جب شرائط نہ پائی جائیں وہ حکم فرض نہیں ہوتا۔ لیکن جب شرائط کا تحقق ہو جائے تو فرض ہو جاتا ہے۔ طلوع آفتاب اور غروب آفتاب کے وقت نماز ناجائز ہے۔ بیمار پر رمضان کے روزے فرض نہیں۔ عید کے دن روزہ ممنوع ہے۔ معذور پر حج فرض نہیں۔ جو صاحب نصاب نہیں اس پر زکوٰۃ واجب نہیں۔ اسی طرح جب جہاد کی شرطیں موجود نہ ہوں جہاد فرض نہیں ہوتا۔ ایسے وقت میں جہاد جہاد پکارنا اسلام کے خلاف ہوگا۔ لیکن جب شرطیں پوری ہو جائیں تو جہاد فرض ہوگا اور اس کا انکار کرنا اللہ تعالیٰ کے حکم کی نافرمانی ہوگی۔ جماعت احمدیہ کا جہاد بالسیف کے متعلق یہی موقف ہے جو اسلامی تعلیم کے عین مطابق ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تحریر فرمایا ہے:۔

"و آمرنا ان نعد للکافرین کما
یعدون لنا ولا نرفع الحسام
قبل ان نقتل بالحسام۔"

ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم کفار کے مقابلہ کے لئے اسی طرح تیاری کریں جس طرح وہ تیاری کرتے ہیں۔ اور

جب تک ہمیں تلوار سے قتل نہ کیا جائے ہم ابتداءً تلوار نہ اُٹھائیں۔"
(حقیقۃ المہدی صلا)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جناب میر ناصر نواب صاحبؓ کے نام اپنے مکتوب میں تحریر فرمایا ہے کہ :-

"اس زمانہ میں جہاد روحانی صورت سے رنگ پکڑ گیا ہے اور اس زمانہ کا جہاد یہی ہے کہ اعلائے کلمۂ اسلام میں کوشش کریں۔ مخالفوں کے الزامات کا جواب دیں۔ دین اسلام کی خوبیاں دُنیا میں پھیلائیں۔ یہی **جہاد ہے جب تک کہ خدا تعالیٰ کوئی دوسری صورت دنیا میں ظاہر کر دے۔**" (مکتوب حضرت مسیح موعود علیہ السلام بنام حضرت میر ناصر نواب صاحبؓ مندرجہ رسالہ درود شریف تصنیف حضرت مولانا محمد اسمٰعیل صاحب فاضلؓ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آج سے ساٹھ ستر برس پہلے کے پُر امن حالات کا ذکر کرتے ہوئے تلوار کے جہاد کے" التوا "کے فتوی کی وجہ بایں الفاظ تحریر فرمائی ہے۔ فرماتے ہیں :-

"ان وجوہ الجہاد معدومۃ فی ھذا الزمن وھذہ البلاد فالیوم حرام علی المسلمین ان یحاربوا للدین وان یقتلوا من کفر بالشرع المتین فان اللہ صرح حرمۃ الجہاد عند زمان الامن والعافیۃ۔"

ترجمہ - تلوار کے جہاد کے اسباب و شرائط اس زمانے میں اور اس علاقہ میں متحقق نہیں ہیں اسلئے آج مسلمانوں کے لئے ناروا ہے کہ خواہ مخواہ دین کے نام پر لڑیں اور شرع متین کے انکار کرنے والوں کو قتل کریں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی پاک کتاب میں **تصریح** فرمادی ہے کہ **امن و عافیت کے زمانہ میں تلوار کا جہاد ناجائز ہے۔**" (ضمیمہ تحفہ گولڑویہ صـ۴۲)

حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کے ان تینوں اقتباسات سے آفتاب نصف النہار کی طرح ثابت ہوگیا کہ اسلام میں تلوار کی جنگ یقیناً جہاد ہے اور اسلام کی رُو سے ہم مامور ہیں کہ جب دشمن ہم پر تلوار سے حملہ کرے تو ہم بھی جواب میں تلوار اُٹھائیں اور یہ لڑائی اس صورت میں اسلامی جہاد ہوگی۔ پھر ان حوالہ جات سے یہ بھی ثابت ہے کہ پُر امن تبلیغی جہاد اُس وقت تک جاری رہے گا "**جب تک کہ خدا تعالیٰ کوئی دوسری صورت دنیا میں ظاہر کر دے۔**" پس جماعت احمدیہ کا موقف واضح ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آئندہ زمانوں میں جنگوں کے وقوع پذیر ہونے کی خبر بھی دی ہے۔ مسیح موعود کے دَور کے بعد کے زمانہ کے متعلق تحریر

فرمایا کہ :-

"ویکثر المحاربات علی الارض فتختتم حرب وتبد واخری و تسمعون من کل طرف اخبار الموتی وذلک کلہ لخاصیۃ وجود المسیح فان اللہ نزلہ کالمجیح و ھذا من اکبر علاماتہ وخواص ذاتہ۔"

ترجمہ - اس وقت زمین میں جنگیں بکثرت ہونگی ایک لڑائی ختم ہونے لگے گی تو دوسری شروع ہو جائے گی۔ تم ہر طرف سے مُردوں کی خبریں سُنوگے۔ یہ سب کچھ مسیح موعود کے وجود کی خاصیت کی وجہ سے ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسے دشمنانِ حق کے لئے بطور ہلاک کنندہ بھی نازل فرمایا ہے یہ اس کی بڑی علامت اور اس کی ذات کے خواص میں سے ہے۔" (ضمیمہ خطبہ الہامیہ)

ملاحظہ کلام یہ ہے کہ مسیح موعودؑ کی زندگی میں پُر امن حکومت کے باعث اس سے تلوار کے جہاد کی شرعاً اجازت نہ تھی۔ چنانچہ انگریزی حکومت کے بارے میں سب علماء وفقہاء اور بزرگانِ دین کا یہی موقف تھا۔ مسیح موعودؑ کے وصال کے بعد جنگوں کا سلسلہ جاری ہوگا اور پے در پے جنگیں ہوا کریں گی۔ ان جنگوں میں اگر دشمن مسلمانوں پر حملہ آور ہوں، ان کی ہستی کو مٹانا چاہیں، ان کے مذہب اور ناموس کو تباہ کرنا چاہیں تو ایسے دشمنوں سے جنگ کرنا اسلام کے مطابق جہاد ہے۔ جماعت احمدیہ کا موقف یہی ہے اور جب بھی ایسا موقعہ آئے جیسا کہ گزشتہ سال پاکستان کو درپیش تھا جماعت احمدیہ اسے جہاد سمجھتی رہے گی اور اس میں نظام کے مطابق جان و مال سے پُورا پُورا حصہ لیتی رہے گی۔

اب میں ذیل میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعض ارشادات درج کرتا ہوں جن سے جماعت احمدیہ کے موقف کی پوری پوری وضاحت ہو جاتی ہے۔ آپ جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں :-

(الف) "ایک زمانہ ایسا تھا کہ غیر قوم ہم پر حاکم تھی اور وہ غیر قوم امن پسند تھی۔ مذہبی معاملات میں وہ کسی قسم کا دخل نہیں دیتی تھی۔ اس کے متعلق شریعت کا حکم یہی تھا کہ اس کے ساتھ جہاد جائز نہیں۔" (رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۵۰ء صفحہ ۹)

(ب) "پہلا زمانہ گیا اور وہ زمانہ گیا جس کے متعلق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث صادق آتی ہے کہ مَنْ قُتِلَ دُوْنَ مَالِهٖ وَعِرْضِهٖ فَهُوَ شَهِيْدٌ جو شخص اپنے مال اور اپنی عزت کے بچاؤ کے لئے مارا جاتا ہے وہ شہید ہوتا ہے بلکہ صرف

مال اور عزت کا ہی سوال نہیں حالات اس قسم کے ہیں کہ اگر کوئی خرابی پیدا ہوئی اور لڑائی پر نوبت پہنچ گئی تو وہ تباہی جو مشرقی پنجاب میں آئی تھی شائد اب وہ ایران کی سرحدوں تک بلکہ اس سے بھی آگے نکل جائے۔"

(ج) "اب حالات بالکل مختلف ہیں۔ اب اگر پاکستان سے کسی ملک کی لڑائی ہوگئی تو حکومت کے ساتھ ہمیں لڑنا پڑے گا اور حکومت کی تائید میں ہمیں جنگ کرنی پڑے گی۔" (رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۵۰ء صفحہ ۱۲)

(د) "جیسے نماز پڑھنا فرض ہے اسی طرح دین کی خاطر ضرورت پیش آنے پر لڑائی کرنا بھی فرض ہے۔ یہ کہنا کہ یہ دین کی خاطر جہاد نہیں بالکل لغویات ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا اگر پاکستان خطرہ میں پڑا تو لڑنے کے لئے فرشتے آئیں گے؟ جب تک تم فوجی فنون نہیں سیکھو گے اُس وقت تک تم ملک کی حفاظت کس طرح کر سکو گے؟" (رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۵۰ء صفحہ ۱۳)

(ذ) "اچھی طرح یاد رکھنا چاہیئے کہ جن امور کو اسلام نے ایمان کا اہم ترین حصہ قرار دیا ہے ان میں سے ایک جہاد بھی ہے۔ بلکہ یہاں تک فرمایا ہے کہ جو شخص جہاد کے موقعہ پر پیٹھ دکھاتا ہے وہ جہنمی ہو جاتا ہے۔"

(رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۵۰ء صفحہ ۱۴)

(س) "جب کبھی جہاد کا موقعہ آئے یا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کے مطابق کہ مَنْ قُتِلَ دُوْنَ مَالِهٖ وَعِرْضِهٖ فَهُوَ شَهِيْدٌ ہمیں اپنے ملک، اپنے اموال اور اپنی عزتوں کی حفاظت کے لئے قربانی کرنی پڑے تو ہم اس میدان میں بھی سب سے بہتر نمونہ دکھانے والے ہوں۔" (" " صفحہ ۱۵)

یہ چھ اقتباسات ہمارے امام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی ۱۹۵۰ء کی اُس مطبوعہ تقریر سے لئے گئے ہیں جو آپ نے نمائندگان جماعت کے سامنے فرمائی تھی۔ مجھے یقین ہے کہ مندرجہ بالا سب حوالہ جات پڑھنے کے بعد ہر انصاف پسند انسان تلوار کے جہاد کے بارے میں جماعت احمدیہ کے موقف کو اچھی طرح سمجھ جائے گا اور اسے اقرار کرنا پڑے گا کہ واقعی یہی صحیح اسلامی موقف ہے +

مکرم راجہ نذیر احمد ظفر

معرکۂ حق و باطل

(یہ نظم ۱۷ اکتوبر ۱۹۶۵ء کو حلقۂ ارباب ذوق ربوہ کے اجلاس میں پڑھی گئی)

نہ گھبراؤ کبھی تم لشکرِ باطل کی طاقت سے
کہ افواجِ ملائک لے کے آتا ہے خدا اپنا

اگر پیکر ابھی باقی ہیں معبودانِ باطل کے
تو آتا ہے تیرے کر خلیلِ کبریا اپنا

اگر بوجہل کی فطرت ابھی باقی ہے دنیا میں
تو شمشیر و سِناں لے کر کھڑا ہے مصطفےٰ اپنا

اگر خیبر بھی ہے باقی اگر مرحب بھی ہے باقی
تو لیتا ہے جنم ہر دور میں شیرِ خدا اپنا

علومِ نو کی گمراہی اگرچہ سحرِ باطل ہے
کلامِ احمدِ مرسل ہے موسیٰ کا عصا اپنا

نہیں دیکھا ہے کیا اہلِ سفینہ! تم نے آنکھوں سے؟
رہا طوفان پر غالب ہمیشہ ناخدا اپنا

جبینیں جھک رہی ہیں آج ذوقِ شکرِ احساں سے
کہ خود خلاقِ عالم ہو گیا مشکل کشا اپنا

ایک حدیثِ نبویؐ کی وضاحت

ایک غیر احمدی مولوی صاحب نے ذیل کی حدیث سے غلط استدلال کیا جس پر ایک احمدی بھائی نے وضاحت طلب فرمائی ہے۔ حدیث یہ ہے:-

"لَا يَزَالُ الْجِهَادُ حُلْوًا خَضِرًا مَا اَمْطَرَتِ السَّمَاءُ وَ اَنْبَتَتِ الْاَرْضُ وَ سَيَنْشَأُ نَشْوٌ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ وَ يَقُوْلُوْنَ لَا جِهَادَ وَلَا رِبَاطَ اُولٰٓئِكَ هُمْ وَقُوْدُ النَّارِ بَلْ رِبَاطُ يَوْمٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ خَيْرٌ مِنْ عِتْقِ اَلْفِ رَقَبَةٍ وَ مِنْ صَدَقَةِ اَهْلِ الْاَرْضِ جَمِيْعًا۔ (کنز العمال کتاب الجہاد جلد ۲ صفحہ ۲۶۳ سطر)

ترجمہ۔ جہاد ہمیشہ شیریں اور سرسبز رہے گا جب تک بارشیں برستی رہیں گی اور زمین سبزی اُگاتی رہے گی۔ کچھ عرصہ بعد مشرق سے ایک نسل پیدا ہوگی جو کہے گی کہ کوئی جہاد نہیں اور نہ کوئی گھوڑے باندھنے کا سوال ہے۔ یہ لوگ جہنم کا ایندھن ہیں۔ بلکہ راہِ خدا میں ایک دن کے لئے گھوڑے باندھنا ہزار غلام کے آزاد کرنے سے بہتر ہے اور سب زمین والوں کے صدقہ سے افضل تر ہے"

اِس حدیث کو غیر احمدی مولوی صاحب نے جماعت احمدیہ پر چسپاں کرنے کی ناکام کوشش کی ہے۔ جواباً عرض ہے کہ اگرچہ کنز العمال میں اس حدیث کو ضعیف قرار دیا گیا ہے تاہم اسے درست تسلیم کرنے کی صورت میں بھی جماعت احمدیہ پر کوئی اعتراض وارد نہیں ہوتا۔ کیونکہ جماعت احمدیہ نے کبھی بھی لا جہاد نہیں کہا۔ جماعت احمدیہ تو قرآن مجید کو محکم اور اس کے ہر کلمہ کو دائمی سمجھتی ہے اسلئے قرآن مجید کی تصریح اور اس کی شرائط کے ساتھ جہاد کو جاری یقین کرتی ہے۔ اسلئے اِس حدیث کو جماعت احمدیہ پر چسپاں کرنا سراسر ظلم اور زیادتی ہے۔

ہاں اِس حدیث کا مصداق بابی اور بہائی گروہ ہوگا۔ جو ایران میں پیدا ہوا اور جن کی بنیاد اس عقیدہ پر ہے کہ قرآن مجید منسوخ ہے۔ اس کا حکم جہاد بھی منسوخ ہے۔ اب کوئی جہاد اور کوئی رباط نہیں ٭

ضروری تاریخی یادداشتیں

اہلحدیثوں کے قیصرۂ ہند اور لفٹیننٹ گورنر پنجاب کی خدمتیں

دو ایڈریس

{ ذیل کے دو ایڈریس حرف بحرف اہلحدیثوں کے رسالہ اشاعۃ السنّۃ سے نقل کئے جاتے ہیں۔ قارئین کرام توجہ سے ملاحظہ فرمائیں —— (ایڈیٹر) }

(۱)

ایڈریس گروہ مسلمانانِ اہلحدیث

بحضور فیض گنجور کوئین وکٹوریہ ملکہ گریٹ برٹن و قیصرۂ ہند بارک اللہ فی سلطنتہا۔

(۱) ہم ممبران گروہ اہلحدیث اپنے گروہ کے کل اشخاص کی طرف سے حضور بالا کی خدمتِ عالی میں جشنِ جوبلی کی دلی مسرت سے مبارکباد عرض کرتے ہیں۔

(۲) برٹش رعایائے ہند میں سے کوئی فرقہ ایسا نہ ہوگا جس کے دل میں اس مبارک تقریب کی مسرت جوش زن نہ ہوگی۔ اور اس کے بال بال سے صدائے مبارکباد نہ اٹھتی ہوگی۔ مگر خاص کر فرقہ اہل اسلام جس کو سلطنت کی اطاعت اور فرمانروائے وقت کی عقیدت اس کا مقدس مذہب سکھاتا اور اس کو ایک فرض مذہبی قرار دیتا ہے اس اظہارِ مسرت اور ادائے مبارکباد میں دیگر مذاہب کی رعایا سے پیشقدم ہے علی الخصوص گروہ اہلحدیث منجملہ اہلِ اسلام اس اظہارِ مسرت و عقیدت اور دعائے برکت میں چند قدم اور بھی سبقت رکھتا ہے۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ جن برکتوں اور نعمتوں کی وجہ سے یہ ملک تاجِ برطانیہ کا حلقہ بگوش ہو رہا ہے ازانجملہ ایک بے بہا نعمتِ مذہبی آزادی سے یہ گروہ ایک خصوصیت کے ساتھ اپنا نصیبہ اٹھا رہا ہے۔

(۳) وہ خصوصیت یہ ہے کہ یہ مذہبی آزادی اس گروہ کو خاص کر اسی سلطنت میں حاصل ہے بخلاف دوسرے اسلامی فرقوں کے۔ ان کو اور اسلامی سلطنتوں میں بھی یہ آزادی حاصل

ہے اس خصوصیت سے یقین ہو سکتا ہے کہ اس گروہ کو اس سلطنت کے قیام و استحکام سے زیادہ مسرت ہے اور ان کے دل سے جاری کی صدائیں زیادہ زور کے ساتھ نعرہ زن ہیں۔

ہم بڑے جوش سے دعا مانگتے ہیں کہ خداوند تعالیٰ حضور بالا کی رعایا کے تمام لوگ حضور کی وسیع حکومت میں امن اور تہذیب کی برکتوں سے فائدہ اٹھائیں۔"

(اشاعۃ السنہ جلد ۹ صفحہ ۲۰۵-۲۰۶)

(۲)

"ایڈریس

منجانب فرقہ اہلحدیث و ممبران دیگر فرقہائے اہل اسلام

بحضور سر چارلس امفرسٹن ایچیسن صاحب بہادر

کے سی ۔ ایس ۔ آئی ۔ سی ۔ آئی ۔ اے ۔ ایل ایل ڈی ۔

لیفٹیننٹ گورنر پنجاب وغیرہ

(۱) ہم ممبران فرقہ اہلحدیث و دیگر فرقہائے اہل اسلام حضور والا کی عالی خدمت میں اس موقعہ پر (جبکہ حضور اس صوبہ سے رخصت ہوتے ہیں) کمال ادب و اخلاص کے ساتھ حضور والا کے خسروانہ احسانات و مربیانہ عنایات کا شکریہ ادا کرنے اور حضور کی مفارقت پر دلی افسوس ظاہر کرنے کی غرض سے حاضر ہوئے ہیں۔

(۲) حضور والا کی شاہانہ عنایات و مربیانہ توجہات ابتدا اور رونق افروزی ہندوستان سے اس عہد گورنری تک اس ملک ہندوستان پر اس کثرت و تواتر سے مبذول رہی ہیں کہ اگر ان کو متواتر باران رحمت یا موجزن دریا رحم و بیت کہا جائے تو بیجا نہیں ہے۔

(۳) ملک پنجاب پر حضور والا کا یہ احسان تمام آئندہ نسلوں تک یادگار رہے گا کہ حضور نے یونیورسٹی کا وہ علمی پودہ جو مبارک ہاتھوں سے لگایا تھا۔ ایسا سرسبز و شاداب کیا کہ آج اس کے فوائد سے تمام اہل پنجاب مستفید و مستفیض ہو رہے ہیں اور آئندہ ان کو فائدہ پہنچنے کی اور بہت زیادہ امیدیں ہیں۔

(۴) حضور والا نے پنجاب میں معزز جوڈیشل عہدوں پر دیسیوں کو مامور و معزز فرمایا۔ جن کے حصول کی عزت اس سے پہلے اس صوبہ میں کبھی دیسیوں کو حاصل نہ ہوئی تھی۔

(۵) پنجاب میں لوکل گورنمنٹ کا ابراء بھی حضور کی معاونت و مشاورت سے ہوا ہے۔

(۶) پنجاب میں چیفز کالج کا قیام و استحکام کا قرعہ بھی حضور ہی کے نام نامی پر روز ازل میں ڈالا گیا تھا کہ اس کا ظہور حضور کے عہد سعادت مہد میں ہوا۔

(۷) پنجاب میں علمی فری لائبریری کو حضور نے قائم کیا جس کے فیض سے غریب نادار بھی

(جو مال خرچ نہیں کر سکتے) ویسے ہی کامیاب ہوتے ہیں جیسے کہ امیر مالدار۔

(۸) حضور نے دیسیوں کو اپنی بارگاہ میں اس فیاضی سے دخل دیا کہ وضیع و شریف سب کو یکساں فیض یاب ہونے اور اپنی عرضِ حاجات کرنے کا یکساں موقع ملتا رہا۔

(۹) یہ وہ برکاتِ خسروانہ و عنایات شاہانہ حضور ہیں جن سے اس ملک کے تمام باشندے فیض یاب ہو رہے ہیں۔ اور خاص کر اہل اسلام پر حضور نے یہ شاہانہ احسان کیا ہے کہ ان کی نازک اور ضعیف حالت پر رحم فرمایا اور ان کو ترقی کی دوڑ میں اپنی ہمعصر اقوام سے بہت پیچھے رہے ہوئے دیکھ کر ہمسریٔ اقران کا سامان بہم پہنچا دیا یعنے غریب مسلمان طالب العلموں کے لئے اٹھاون وظائف کا حکم اس صوبہ پنجاب میں نافذ کیا ہے۔ یہ احسان اہل اسلام پر ایسا ہوا ہے جو حضور کے کارناموں میں ہمیشہ کے لئے صفحۂ ہستی پر یادگار رہیگا۔

(۱۰) یہ احسان حضور بھی کچھ کم لائقِ ذکر و قابلِ فخر نہیں ہے بلکہ اس ایڈریس میں خصوصیت کے ساتھ واجب الذکر ہے جو حضور نے مسلمانوں کے ایک گروہ اہلحدیث پر مبذول فرمایا ہے کہ ان کی نسبت ایک ایسے دل آزار لفظ "وہابی" کے استعمال کو جس سے ان کی وفاداری و جاں نثاری میں (جو نازک وقتوں پر ظاہر ہو چکی اور گورنمنٹ کے نزدیک ثابت و مسلّم ہے) ناواقفوں کو شبہ ہوتا تھا بمشاورت و استعانت گورنمنٹ ہند مسدود فرمایا اور سرکاری کاغذات میں اسکے استعمال سے ممانعت کا حکم نافذ فرمایا۔

(۱۱) ہم اہل اسلام عموماً اور فرقہ اہلحدیث خصوصاً حضور کے ان احسانات مربیانہ و عنایات خسروانہ کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں اور ساتھ ہی اسکے اپنے پُرحسرت دل سے افسوس کرتے ہیں کہ بہت جلد حضور کے آئندہ مربیانہ عنایات سے محروم ہونیوالے ہیں۔

(۱۲) ہم باشندگانِ پنجاب خصوصاً اہل اسلام علی الخصوص اہلحدیث کو جس قدر حضور کی مفارقت کا افسوس ہے اوسکے پورے اور سچے طور پر اظہار کیلئے ہم کافی الفاظ نہیں پاتے لہذا بجائے اس اظہارِ افسوس کے اس ناچیز ایڈریس کے خاتمہ پر ان کلمات دُعائیہ کی عرض پر اکتفا کرتے ہیں کہ خداوند عالم حضور فیض گنجور کو صحت و سلامتی کے ساتھ وطن مالوف میں پہنچائے اور پھر بہت جلد حضور کو عہدہ گورنر جنرل پر مامور و معزز فرما کر ہندوستان میں لائے اور ہماری آنکھوں کو دوبارہ حضور کے دیدار فیض آثار سے منور کرے آمین ثم آمین

وطن رفتنت مبارک باد		بسلامت روی و باز آئی

یہ ایڈریس بذریعہ ڈیپوٹیشن ہز آنر لفٹیننٹ گورنر کے حضور میں ۲۴ مارچ ۱۸۸۸ء کو پیش ہو چکا ہے"

(رسالہ اشاعۃ السنہ جلد ۹ نمبر ۸ صفحہ ۲۵۳ تا ۲۵۶)

مسلمانانِ ہند اور انگریزی حکومت سے تعلقات

مولوی ظفر علی خان صاحب کے سات واضح بیانات

[ہم ذیل میں جناب مولوی ظفر علی صاحب ایڈیٹر زمیندار لاہور کے سات حوالے درج کرتے ہیں جن میں انہوں نے مسلمان اور حکومتِ برطانیہ پر روشنی ڈالی ہے اور انگریزوں کو اولوالامر قرار دیا ہے۔ امید ہے کہ اہلِ علم و انصاف ان اقتباسات پر غور کریں گے ——— (ایڈیٹر)]

(۱)

"ہم یہ بات اپنی تحریر و تقریر میں پہلے بھی ظاہر کر چکے ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ **ہندوستان** دارالاسلام اور **دارالسلام** ہے جہاں دھڑلے سے مسجدوں میں اذانیں دی جاتی ہیں، جہاں پادریوں کے پہلو بہ پہلو اسلامی منادا اور واعظ تبلیغ دینِ مبین کا فرض انجام دے رہے ہیں۔ جہاں پریس ایکٹ کے موجود ہونے پر لوگوں کو تحریر و تقریر کی وہ آزادی حاصل ہے جس نے ایک عالم کو متحیر بنا رکھا ہے۔ جہاں تمام وہ اقتصادی و تمدنی و سیاسی برکتیں جو کسی آزاد قوم کو حاصل ہونی چاہئیں اعتدال آمیز حریت کے ساتھ انہیں حاصل ہیں۔ مسلمان ایسی جگہ ایک لمحہ کے لئے بھی ایسی حکومت سے بدظن ہونے کا خیال نہیں کر سکتے۔ اس مذہبی آزادی اور امن و امان کی موجودگی میں بھی اگر کوئی **بدبخت مسلمان** **گورنمنٹ سے سرکشی کی جرأت کرے تو ہم ڈنکے کی چوٹ سے کہتے ہیں کہ وہ مسلمان نہیں**۔" (اخبار زمیندار لاہور ۱۱ نومبر ۱۹۱۱ء)

(۲)

"اگر خدانخواستہ گورنمنٹ انگلشیہ کی کسی مسلمان طاقت سے اَن بَن ہو جائے تو مسلمانانِ ہند اوّل تو آخر وقت تک گورنمنٹ سے یہی التجا کریں گے کہ وہ اس جنگ سے محترز رہے اگر ان کی استدعا شرفِ پذیرائی حاصل نہ کرے اور گورنمنٹ کو لڑائی کے بغیر اپنی مصلحتوں کی بنا پر چارہ نہ رہے تو ایسی حالت میں مسلمانوں کو اسی طرح **سرکار کی طرف سے جلتی** آگ میں کود کر اپنی **عقیدتمندی** ثابت کرنی چاہیئے جس طرح سرحدی علاقہ اور صومالی لینڈ کی لڑائیوں میں مسلمان فوجی سپاہیوں نے اپنے مذہبی اور قومی بھائیوں کے خلاف جنگ کر کے اس بات کا بارہا ثبوت دیا ہے کہ **اطاعتِ اولی الامر کے اصول کے** وہ کس درجہ پابند ہیں۔"

(زمیندار ۱۲ نومبر ۱۹۱۱ء)

(۳)

"زمیندار اور اس کے ناظرین اور تمام وہ لوگ جو زمیندار لٹریری حلقۂ اثر میں داخل ہیں **گورنمنٹ برطانیہ کو سایۂ خدا** سمجھتے ہیں اور اس کی عنایاتِ شاہانہ و الطافِ خسروانہ کو اپنی دلی ارادت اور قلبی عقیدت کا کفیل سمجھتے ہوئے اپنے **بادشاہ عالم پناہ کی پیشانی کے ایک قطرے** کی بجائے اپنے جسم کا **خون** بہانے کے لئے تیار ہیں اور یہی حالت ہندوستان کے تمام **مسلمانوں** کی ہے۔"

(زمیندار ۲۳ر نومبر ۱۹۱۱ء)

(۴)

"ہماری کسی نظم کا مقصد اس سے زیادہ نہیں ہے کہ مسلمانوں میں جہاں ہمدردیٔ بنی نوع، غیرتِ دینی، اخوتِ اسلامی، اتحادِ ملی، مودتِ قومی کی مقدس ترین خصوصیات زندہ ہو جائیں وہاں **اپنے بادشاہ کی اطاعت**، حکومتِ وقت کی جاں نثاری، **سلطنتِ ابد مدت برطانیہ** کے ساتھ محبت کے وہ ضروری اوصاف بھی بدرجہ اتم موجود ہو جائیں جن کے بغیر ہندوستان کا مسلمان **اطاعتِ اولی الامر کے الہامی معیار** میں پورا اُترنے کے باعث کامل مسلمان نہیں کہلا سکتا۔"

(زمیندار ۹ر نومبر ۱۹۱۱ء)

(۵)

"خدایا یہ بیشک **اسلامی حکومت** ہے اس **حکومت کا سایہ ہمارے سروں پر ابدالآباد تک** قائم رکھ۔ خدا ہمارے **شہنشاہ جارج خامس قیصرِ ہند** کے آزاد عمر و اقبال سے ہمیں مستفیض ہونے کا موقع دے۔"

(زمیندار ۲ر اکتوبر ۱۹۱۱ء)

(۶)

"بحیثیت جمعیۃ الاسلام کے آقا ہونے کے اس گھٹاٹوپ تاریکی میں امید کی کوئی روشن کرن نظر آتی ہے تو وہ حضور **جارج خامس** شاہنشاہ خلد اللہ ملکہ کی ذات بابرکات ہے جو **دس کروڑ مسلمانوں کے آقا** ہونے کے لحاظ سے **ہماری دستگیری پر منجانب اللہ مامور کئے گئے ہیں**۔"

(زمیندار ۲۸ر جولائی ۱۹۱۱ء)

(۷)

"ہمیں ہمارا **پاک مذہب بادشاہِ وقت کی اطاعت کا حکم دیتا ہے**۔ ہم کو سرکارِ انگلشیہ کے سایۂ عاطفت میں ہر قسم کی دینی و دنیوی **برکتیں** حاصل ہیں۔

ہم پر از روئے **مذہب گورنمنٹ کی اطاعت فرض ہے**۔ ہم انگریزوں کے پسینہ کی جگہ خون بہانے کے لئے تیار ہیں۔ زبانی نہیں بلکہ جب وقت آئے گا تو اس پر عمل کر کے بھی دکھا دیں گے۔"

(زمیندار یکم نومبر ۱۹۱۱ء)

نوٹ:۔ مندرجہ بالا تمام اقتباس کتاب "مولانا ظفر علی خاں کی گرفتاری" مؤلفہ حبیب الرحمٰن خان کابلی الافغانی مطبوعہ ۲۷ر مارچ ۱۹۳۷ء سے ماخوذ ہیں۔

مسلمانوں کا فرض ہے کہ گورنمنٹ کے وفادار رہیں

انجمن حمایت اسلام لاہور کا اعلان

رپورٹ" انجمن حمایت اسلام" اپریل ۱۹۰۱ء میں لکھا ہے :-

" جو جو سختیاں ہند پر پہلے عہدوں میں اور خاص کر مسلمانان پنجاب پر سکھوں کے زمانہ میں ہوئیں ان کے ابھی تک ہمارے بزرگ جو اس وقت موجود تھے گواہ ہیں مسلمانوں کو چین سے بیدار ہونا تو درکنار نماز تک پڑھنے کی اجازت نہیں تھی۔ جہاں کسی مسلمان نے اذان دی سکھوں کا جھگڑا ہو گیا اور پکڑ کر بیچارے مسلمانوں کے تکے توڑے، بوٹیاں اڑا دیں، چمڑا ادھیڑ دیا۔ غرضیکہ ایسے ایسے عذاب مسلمانوں کو پہنچتے تھے جن کے بیان کرنے سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ ہزار ہزار شکر ہے خدا کی جناب کا کہ اس نے ہم ضعیف الخلقت لوگوں کو جنہیں تھوڑا بہت ایمان ہے تو بھی کافروں کی طرح زندگی بسر کرنی پڑتی تھی، ان سختیوں سے رہا کر کے ایسی عادل اور منصف حکومت کے ماتحت کر دیا ہے کہ جسے خود ہماری ترقی کا ہر وقت خیال رہتا ہے اور باوجود مختلف المذاہب ہونے کے ہمیں ہر طرح کی آزادی دے رکھی ہے۔ سرکار کے جو جو احسانات ہم مسلمانوں پر اور عام رعایا پر ہیں ان کی تحریر کے واسطے تو ایک دفتر بھی کافی نہیں۔ جدھر نظر ڈالو امن اور آسائش، خیالات کی آزادی، لوگ چین سے زندگی بسر کرتے ہیں اور اللہ کا شکر کرتے ہیں۔ ان عنایات گورنمنٹ کے عوض میں ہمارا فرض ہے کہ ہم گورنمنٹ کے ہمیشہ وفادار رعایا بنے رہیں اور مسلمانوں کو تو دوسرا فائدہ ہے رعایا ہونے کا حق علیحدہ اور ثواب کا ثواب۔ کیونکہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں تعلیم دی ہے اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم۔ خدا ایسی سلطنت کو مدت تک ہمارے سر پر قائم رکھے جس کے سایۂ عاطفت میں اتنا آرام پایا اور ہمیشہ ہم کو اس کا تابعدار رکھے۔"

شیعہ صاحبان اور حکومت برطانیہ

شیعہ مجتہد شمس العلماء سید علی الحائری کا بیان!

شیعوں کو خطاب کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ:-
"آپ بہت ہی ناشکر گزار ہونگے
اگر آپ اس کا اعتراف نہ کریں کہ
ہم کو ایسی سلطنت کے زیر سایہ
ہونے کا فخر حاصل ہے جس کی
عدالت اور انصاف پسندی کی
مثال اور نظیر دنیا کی کسی اور سلطنت
میں نہیں مل سکتی - فی الواقع بادشاہ
وقت کے حقوق میں ایک اہم حق
یہ ہے کہ رعایا اپنے بادشاہ کے
عدل و انصاف کی شکر گزاری میں
ہمیشہ رطب اللسان رہے - اس میں
بھی حضور پیغمبر اسلام علیہ و آلہ
السلام کی تاسی مسلمانوں کو لازم
ہے کہ آپ نے بھی **نوشیروان
عادل** کے عہد سلطنت میں ہونے
کا **ذکر مدح اور** فخر کے رنگ
میں بیان کیا ہے اس لئے ضروری
ہے کہ حضور کی تاسی میں مسلمان اس
مبارک مہربان، منصف اور
عدل گستر برطانیہ عظمےٰ کی
دعا گوئی اور ثنا جوئی کریں اور
اس کے احسانوں کے شکر گزار
رہیں -

غور کرو کہ تم اسلام کی
تبلیغ اور اشاعت کے لئے کیونکر
بے خوف و خطر پوری آزادی کے
ساتھ آج سر میدان تقریریں اور
وعظ کر رہے ہو اور کس طرح ریل،
ڈاک، تار اور دیگر ہر قسم کے سامان
جس سے تبلیغ کی مشکلات میں بہت
کچھ آسانیاں حاصل ہوتیں، اسی
مبارک اور مسعود عہد میں ہمیں
میسر آئے ہیں جو پہلے کبھی کسی
حکومت میں موجود نہ تھے - اسی
ہندوستان میں گزشتہ غیر مسلم
سلطنتوں کے عہد میں یہ حالت تھی
کہ مسلمان اپنی مسجدوں میں اذان
تک نہیں کہہ سکتے تھے اور باتوں
کا تو ذکر ہی کیا ہے - اور حلال

چیزوں کے کھانے سے روکا جاتا تھا۔ کوئی باقاعدہ تحقیقات نہ ہوتی تھی۔ مگر یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ آج ہم ہندوستان میں ایسی مبارک، مہربان سلطنت کے تحت عدالت و انصاف ہیں کہ وہ ان تمام عیوب اور خود غرضیوں سے پاک ہے جس کو مذاہب کے اختلاف سے کوئی بھی اعتراض نہیں ہے اور جس کا قانون ہے کہ سب مذاہب آزادی کے ساتھ اپنے مذہبی فرائض کو ادا کریں۔

لہذا اس سلطنت (برطانیہ عظمیٰ) کے وجود و بقا اور قیام و دوام کے لئے تمام احباب دعا کریں اور اس کے اشارہ کا جو وہ اہل اسلام اور خاص کر **شیعوں** کی تربیت میں بے دریغ مرعی رکھتی ہے ہمیشہ صدق دل سے شکر گزار ہوں اور اس کے ساتھ دل سے وفادار رہنا اپنا شعار بنالیں اور انکے **خلاف جلسوں اور مظاہروں میں شریک اور معین ہونے** سے قطعاً احتراز کریں۔"

۲۷ جنوری ۱۹۲۳ء

("مواعظہ تقیہ" صفحہ ۴۳-۴۲

بار سوم۔ شائع کردہ مینجر کتب خانہ حسینیہ حلقہ ۲۷- زون ۸- محلہ شیعاں لاہور)

حنفی مفتی کا فتویٰ

کہ

انگریزوں سے جہاد حرام مطلق ہے

استفتاء

"چہ میفرمائیند علمائے دین و مفتیانِ شرعِ متین دریں باب کہ مسلمانے بحکومت نصاریٰ کہ درآنجا کسے را بجا آوردن ارکانِ اسلام منع نکنند داخل شود و شخصے را از قوم حکمران بنظرِ ثواب جہاد و غزا بکشد آیا ایں فعل حرام است یا حلال ایں غزا و جہاد است یا شر و فساد و مرتکب ایں فعل ارتکاب گناہ کبیرہ میکند یا کارِ ثواب بیّنوا توجروا۔

المستفتی۔ خاکسار محمد فضل متین

الجواب

مسلمانے کہ بحکومت نصاریٰ داخل شدہ شخصے را از قوم حکمران بنظرِ ثواب میکشد و نامش غزا و جہاد میکند گمراہ است ایں فعلش ممنوع و ناجائز و حرام مطلق است، ہرگز غزا و جہاد نیست بلکہ شر و فساد است و مرتکب ایں فعل گناہ کبیرہ کردہ است نہ کارِ ثواب و فاعلش بحکم شرع شریف قابلِ قصاص و قتل است۔ اسلام با نامسلمانان ظلم و تعدی کردن قتل و بدعہدی بعمل آوردن ہرگز روا نداشتہ است خصوصاً در حکومتے کہ بہ ظلِ حمایتش مسلمانان بامن و امان بآزادی تمام فرائضِ مذہبی ادا میسازند و نیز کارِ معیشتِ خود را بخوبی انجام میدہند۔ ایں چنیں کردن خلافِ تمدن و خلافِ عقل و نقل است و در ہیچ کتاب حدیث و فقہ اصلے و وجودے ندارد۔ چنانچہ مستفتی صاحب عدم جواز و تحریم آں دریں رسالہ خود بنصوصِ قرآنی و احادیثِ صحیحہ علیٰ وجہ الکمال بپایۂ ثبوت رسانیدہ اند۔

خادم العلماء

محمد اسحاق

مفتی شہر پٹیالہ

("سراج الہدیٰ فی تحقیق الجہاد و الغزا" مؤلفہ مولوی محمد فضل متین صاحب رجسٹرار جنرل ریاست پٹیالہ سنہ ۱۹۰۱ء مطبع رضوی دہلی)

مسئلہ جہاد اور گورنمنٹ برطانیہ

کے بارے میں

علماء اور مسلمان مفکرین کے قیمتی اور کارآمد حوالہ جات

ذیل میں مستند، مفید اور قیمتی حوالہ جات کا ایک مجموعہ ترتیب دیا جا رہا ہے۔ ان حوالوں سے ظاہر ہے کہ :-

(الف) مسلمانوں کے سب فرقے، جملہ بزرگ علماء و مشائخ حکومتِ برطانیہ سے جہاد کو جائز نہیں سمجھتے تھے۔

(ب) جہاد کی تعریف کے سمجھنے کے لئے بھی یہ حوالے نہایت مفید ہیں۔

(ج) جہاد کی اقسام کا ذکر بھی ان حوالہ جات میں موجود ہے۔

(د) زبان اور قلم کے جہاد کی اہمیت خاص طور پر متأخرین علماء اور اخبار نویسوں کے بیانات سے ظاہر و باہر ہے۔

غرض ہر نقطۂ نگاہ سے یہ اقتباسات احباب کے لئے مفید ثابت ہوں گے ان شاء اللہ العزیز۔

(ایڈیٹر)

(۱)

• حضرت سید احمد صاحب بریلویؒ کا فرمان

مولوی محمد جعفر صاحب تھانیسری حضرت سید احمد بریلویؒ کی نسبت تحریر کرتے ہیں :-

"یہ بھی ایک صحیح روایت ہے کہ جب آپ سکھوں سے [illegible] کرنے کو تشریف لے جاتے تھے کسی شخص نے آپ سے پوچھا کہ آپ اتنی دُور سکھوں پر جہاد کرنے کو کیوں جاتے ہو۔ انگریز جو اس ملک پر حاکم ہیں اور دینِ اسلام سے کیا منکر نہیں ہیں؟ گھر کے گھر میں ان سے جہاد کر کے ہندوستان لیلو یہاں لاکھوں آدمی آپ کا شریک اور مددگار ہو جاوے گا۔ کیونکہ سینکڑوں کوس سفر کر کے سکھوں کے ملک سے پار ہو کر افغانستان میں جانا اور وہاں برسوں رہ کر سکھوں سے لڑنا یہ ایک ایسا امر محال ہے جس کو

ہم لوگ نہیں کرسکتے۔ سید صاحبؒ نے جواب دیا کہ کسی کا ملک چھین کر ہم بادشاہت کرنا نہیں چاہتے نہ انگریزوں کا اور نہ سکھوں کا ملک لینا ہمارا مقصد ہے بلکہ سکھوں سے جہاد کرنے کی صرف یہی وجہ ہے کہ وہ ہمارے برادرانِ اسلام پر ظلم کرتے اور اذان وغیرہ فرائض مذہبی کے ادا کرنے کے مزاحم ہو رہے ہیں۔ اگر سکھ اب یا ہمارے غلبہ کے بعد ان حرکات مستوجب جہاد سے باز آجائیں گے تو ہم کو ان سے لڑنے کی ضرورت نہ رہے گی۔ اور سرکار انگریزی گو منکرِ اسلام ہے مگر مسلمانوں پر کچھ ظلم اور تعدی نہیں کرتی اور نہ ان کو فرضِ مذہبی اور عبادتِ لازمی سے روکتی ہے۔ ہم ان کے ملک میں اعلانیہ وعظ کہتے اور ترویج مذہب کرتے ہیں۔ وہ کبھی مانع اور مزاحم نہیں ہوتی بلکہ اگر ہم پر کوئی زیادتی کرتا ہے تو اس کو سزا دینے کو تیار ہے۔ ہمارا اصل کام اشاعتِ توحیدِ الٰہی اور احیاءِ سُننِ سید المرسلین ہے۔ سو ہم بلا روک ٹوک اس ملک میں کرتے ہیں۔ پھر ہم سرکار انگریزی پر کس سبب سے جہاد کریں اور خلافِ اصولِ مذہب طرفین کا خون بلا سبب گراویں۔ یہ جواب باصواب سُن کر سائل خاموش ہو گیا اور اصلی غرض جہاد کی سمجھ لی۔"

(سوانح احمدی صفحہ ۷۱-۷۲ مرتبہ مولوی محمد جعفر صاحب تھانیسری)

—(۲)—

مولانا محمد اسمٰعیل صاحب شہیدؒ کا ایک واقعہ

مولانا محمد جعفر تھانیسری نے مولانا محمد اسمٰعیل صاحب شہیدؒ کی نسبت لکھا ہے:۔

"پھر انٹورا صاحب نے کہا کہ آپ کے نزدیک جیسے اقوام سکھ کافر ہیں ویسے ہی ہم نصرانی بھی ہیں یا کچھ فرق ہے؟ مولوی صاحبؒ نے فرمایا کہ کفر میں دونوں برابر ہیں۔ پھر انٹورا صاحب نے کہا کہ ملک ہندوستان میں خلیفہ صاحبؒ کے لاکھوں جاں نثار بڑے بڑے نواب اور زمیندار اور اس وقت تمام ہندوستان نصرانیوں کے قبضے میں ہے۔ پھر جب سکھ اور نصرانی دونوں کفر میں برابر ہیں تو خلیفہ صاحبؒ نے اپنے لاکھوں مریدوں کو جمع کر کے گھر بیٹھے بٹھائے سرکار انگریزی سے جہاد کیوں نہیں کیا۔ ناحق اتنی محنت اور مشقت سفرِ دُور دراز کی اُٹھا کر یہاں سکھوں سے لڑنے کو آئے۔ مولوی صاحبؒ نے فرمایا کہ سرکار انگریزی ہم کو کسی فرائض مذہبی کے ادا کرنے سے نہیں روکتی۔ ہر مذہبی امر میں ہم کو پوری آزادی دے رکھی ہے برخلاف سکھوں کے کہ انہوں نے لاکھوں مسلمانوں کو ذلیل کر کے بلند آواز سے اذان تک کہنا منع کر رکھا ہے۔ اگر کوئی مسلمان

عید البقر عید پر بھی گائے کی قربانی کرے تو سرکار خالصہ اُن کو جان سے مار ڈالے۔ یہی سبب ہے کہ خلیفہ صاحبؒ انگریزوں کو چھوڑ کر سکھوں سے جہاد کرنے کو آئے ہیں۔" (سوانح احمدی صلا۱۲۲)

(۳)

"مولانا اسمٰعیل شہیدؒ کا جہاد سکھوں سے تھا جو مسلمانوں کے مذہب سے تعرض کرتے تھے نہ انگریزوں سے جن کو کسی کے مذہب سے تعرض نہیں ہے بلکہ انگریزوں سے جہاد کرنے کو وہ برملا ناجائز کہتے تھے۔" (رسالہ اشاعۃ السنہ زیرادارت مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی جلد ۹ ص۱۰)

(۴)

"مولانا اسماعیل شہیدؒ کا سکھوں سے ان کی مذہب اسلام میں دست اندازی کے سبب جہاد رہا۔ اسی جہاد کی ترغیب کے لئے وہ خطبہ انہوں نے بنایا تھا۔ گورنمنٹ انگلشیہ سے نہ ان کا جہاد تھا اور نہ اس گورنمنٹ سے جہاد کا اس خطبہ میں صراحۃً یا کنایۃً ذکر ہے۔ بلکہ اس گورنمنٹ سے وہ جہاد کرنے کو ناجائز سمجھتے تھے۔ اور یہ امر برملا کلکتہ میں کہہ چکے تھے۔" (اشاعۃ السنہ جلد ۹ ص۱۱-۱۲)

(۵)

مولوی نذیر حسین صاحب دہلوی کا فتویٰ

"مولانا سید محمد نذیر حسین صاحب محدث دہلوی نے اصل معنی جہاد کے لحاظ سے بغاوت ۱۸۵۷ء کو شرعی جہاد نہیں سمجھا بلکہ اس کو بے ایمانی و عہد شکنی و فساد و عناد خیال کر کے اس میں شمولیت اور اس کی معاونت کو معصیت قرار دیا۔" (اشاعۃ السنہ جلد ۶ ص۲۸۵)

(۶)

سید نذیر حسین صاحب دہلوی شیخ الکل لکھتے ہیں:۔

"جبکہ شرط جہاد کی اس دیار میں معدوم ہوئی تو جہاد کا یہاں کرنا سبب ہلاکت اور معصیت ہوگا۔" (فتاویٰ نذیریہ جلد ۲ صفحہ ۴۷۲-۴۷۳ مطبوعہ دلی پرنٹنگ ورکس طبع اول ایضاً صفحہ ۳۷ تا ۳۹)

(۷)

مولوی عبدالرحمٰن صاحب کشمیری نے کہا کہ:۔

"سرخیل جماعت سید الطائفہ مولانا سید نذیر حسین صاحب دہلوی نے بھی سیاست سے کنارہ کشی کر لی۔ انگریزوں کے خلاف فتویٰ جہاد پر دستخط نہیں کئے۔" (اخبار ترجمان دہلی یکم فروری ۱۹۲۶ء)

(۸)

اہلحدیثوں کے ایک لیڈر نواب صدیق حسن خان صاحب آف بھوپال کے متعلق مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے لکھا ہے کہ:-

"کتاب ہدایۃ السائل اور دوسری متعدد کتابوں میں آپ نے لکھا کہ "ہندوستان کے بلاد دارالاسلام ہیں نہ کہ دارالحرب ...... اور غدر ۱۸۵۷ء میں جن مفسدوں نے انگریزی گورنمنٹ کا مقابلہ کیا تھا وہ فساد تھا نہ جہاد۔" (رسالہ اشاعۃ السنہ جلد ۹ صلا نیز ترجمان وہابیہ صفحہ ۱۵-۳۰-۴۰ مطبوعہ مطبع محمدی لاہور ۱۳۱۲ھ)

(۹)

مولوی سید احمد رضا خان صاحب بریلوی لکھتے ہیں:-

"ہندوستان دارالاسلام ہے اسے دارالحرب کہنا ہرگز صحیح نہیں۔"

(نصرۃ الابرار ص۱۲۹ مطبوعہ لاہور)

(۱۰)

سر سید احمد خان کے سی۔ ایس بانی علیگڑھ کالج اپنی کتاب "اسباب بغاوت ہند" (مطبوعہ ۱۸۵۸ء) میں لکھتے ہیں:-

"مسلمان ہماری گورنمنٹ کے مستامن تھے کسی طرح گورنمنٹ کی عملداری میں جہاد نہیں کر سکتے تھے۔"

(صفحہ ۱۰۵-۱۰۶ شائع کردہ اردو اکیڈمی سندھ)

(۱۱)

مسلمان حکومت کے وفادار ہیں

مولانا شبلی نعمانی لکھتے ہیں:-

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد زریں سے لے کر آج تک مسلمانوں کا ہمیشہ یہ شعار رہا کہ وہ جس حکومت کے زیر سایہ رہے اس کے وفادار اور اطاعت گزار رہے۔ یہ صرف ان کا طرز عمل نہ تھا بلکہ اُن کے مذہب کی تعلیم تھی جو قرآن مجید، حدیث، فقہ، سب میں کنایۃً اور صراحتاً مذکور ہے۔"

(مقالات شبلی جلد اوّل ص۱۷۱ مطبع معارف اعظم گڑھ ۱۹۵۴ء)

—(۱۲)—

جہاد کے صحیح معنے

مولانا سید سلیمان صاحب ندوی فرماتے ہیں :-

(الف) "جہاد کے معنی عموماً قتال اور لڑائی کے سمجھے جاتے ہیں مگر مفہوم کی یہ تنگی قطعاً غلط ہے ...
..... لغت میں اس کے معنے محنت اور کوشش کے ہیں۔ اس کے قریب قریب اس کے اصطلاحی معنے بھی ہیں یعنی حق کی بلندی اور اشاعت اور حفاظت کے لئے ہر ایک قسم کی جدوجہد، قربانی اور ایثار گوارا کرنا ..... اور اس کے لئے جنگ کے میدان میں اگر اُن سے لڑنا پڑے تو اس کے لئے بھی پوری طرح تیار رہنا جہاد ہے۔"

(ب) "افسوس ہے کہ مخالفوں نے اتنے اہم اور اتنے ضروری اور اتنے وسیع مفہوم کو جس کے بغیر دنیا میں کوئی تحریک نہ سرسبز ہوتی نہ ہو سکتی ہے صرف دین کے دشمنوں کے ساتھ جنگ کے تنگ میدان میں محصور کر دیا ہے۔"

(ج) "یہاں ایک شبہ کا ازالہ کرنا ضروری ہے کہ اکثر لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ جہاد اور قتال دونوں ہم معنی ہیں حالانکہ ایسا نہیں ..... بلکہ ان دونوں میں خاص وعام کی نسبت ہے۔ یعنی ہر جہاد قتال نہیں بلکہ جہاد کی مختلف قسموں میں سے ایک قتال اور دشمنوں کے ساتھ لڑنا بھی ہے۔"
(سیرۃ النبیؐ جلد ۵ صفحہ ۲۰۴ تا ۲۰۷ طبع سوم ۱۹۵۲ء)

—(۱۳)—

مولانا ابوالکلام آزاد اور جہاد

مولانا ابوالکلام آزاد لکھتے ہیں :-

(الف) "جہاد کی حقیقت کی نسبت سخت غلط فہمیاں پھیلی ہوئی ہیں۔ بہت سے لوگ سمجھتے ہیں کہ جہاد کے معنے صرف لڑنے کے ہیں۔ مخالفین اسلام بھی اس غلط فہمی میں مبتلا ہوئے حالانکہ ایسا سمجھنا اس عظیم الشان مقدس حکم کی عملی وسعت کو بالکل محدود کرنا ہے۔ جہاد کے معنی کمال درجہ کوشش کرنے کے ہیں۔ قرآن وسنت کی اصطلاح میں اس کمال درجہ سعی کو جو ذاتی اغراض کی جگہ حق پرستی اور سچائی کی راہ میں کی جائے جہاد کے لفظ سے تعبیر کیا ہے۔ یہ سعی زبان سے بھی ہے، مال سے بھی ہے، انفاق

وقت و عمر سے بھی ہے، محنت و تکلیف برداشت کرنے سے بھی ہے اور دشمنوں کے مقابلے میں لڑنے اور خون بہانے سے بھی ہے۔"

(ب) "دشمنوں کی فوج سے خاص وقت ہی میں مقابلہ ہو سکتا ہے لیکن ایک مومن انسان اپنی ساری زندگی کی ہر صبح و شام جہادِ حق میں بسر کرتا ہے ...... اس سے معلوم ہوا کہ لڑائی سے الگ کر دینے کے بعد بھی حقیقتِ جہاد باقی رہتی ہے۔"

(مسئلۂ خلافت ص۱۴۷-۱۴۸ شائع کردہ خیابانِ عرفان لاہور)

(۱۴)

غیر مسلم حکومت میں مسلمانوں کا فرض

مولانا حسین احمد صاحب مدنی لکھتے ہیں :-

"اگر کسی ملک میں اقتدارِ اعلیٰ کسی غیر مسلم جماعت کے ہاتھوں میں ہو لیکن مسلمان بھی بہرحال اس اقتدار میں شریک ہوں اور اُن کے مذہبی اور دینی شعائر کا احترام کیا جاتا ہو تو وہ ملک حضرت شاہ صاحب (یعنی شاہ عبدالعزیز قدس سرہٗ - ناقل) کے نزدیک بلاشبہ دارالاسلام ہوگا اور ازروئے شرع مسلمانوں کا فرض ہوگا کہ وہ اس ملک کو اپنا ملک سمجھ کر اس کے لئے ہر نوع کی خیرخواہی اور خیراندیشی کا معاملہ کریں۔" (نقشِ حیات جلد دوم ص۱۱)

(۱۵)

جہاد کے شرائط

مولوی ظفر علی خان صاحب آف "زمیندار" لکھتے ہیں :-

"اسلام نے جب کبھی جہاد کی اجازت دی ہے مخصوص حالات میں دی ہے۔ جہاد ملک گیری کی ہوس کا ذریعہ تکمیل نہیں ہے ...... اس کے لئے امارت شرط ہے۔ اسلامی حکومت کا نظام شرط ہے۔ **دشمنوں کی پیشقدمی** اور **ابتداء** شرط ہے۔ اتنی شرطوں کے ساتھ جو مسلمان خدا کی راہ میں نکلتا ہے اس کو کوئی شخص مطعون نہیں کر سکتا۔ البتہ اگر مسلمانوں نے اپنی حکومت و سلطنت کے زمانہ میں کبھی ملک گیری کے لئے توسیع مملکت کے لئے اقوامِ اُمم کو غلام بنانے کے لئے تلوار اُٹھائی ہے تو اُسکو جہاد سے کوئی تعلق نہیں۔" (اخبار زمیندار ۱۴ رجون ۱۹۳۶ء)

(۱۶)

انگریزوں سے جہاد کا حکم

خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی لکھتے ہیں :-

"جہاد کا مسئلہ ہمارے ہاں بچے بچے کو معلوم ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ جب کفار مذہبی امور میں حارج ہوں اور امام عادل جس کے پاس حرب و ضرب کا پورا سامان ہو لڑائی کا فتویٰ دے تو جنگ ہر مسلمان پر لازم ہو جاتی ہے۔ مگر انگریز نہ ہمارے مذہبی امور میں دخل دیتے ہیں نہ اور کسی کام میں ایسی زیادتی کرتے ہیں جس کو ظلم سے تعبیر کر سکیں، نہ ہمارے پاس سامانِ حرب ہے۔ ایسی صورت میں ہم لوگ ہرگز ہرگز کسی کا کہنا نہ مانیں گے اور اپنی جانوں کو ہلاکت میں نہ ڈالیں گے۔" (رسالہ شیخ سنوسی صفحہ ۱ مؤلفہ خواجہ حسن نظامی)

(۱۷)

بریلوی انگریز کا خود کاشتہ پودا ہیں

بریلوی صاحبان کے متعلق شورش کاشمیری ایڈیٹر چٹان لکھتے ہیں :-

" انگریز کے اولوالامر ہونے کا اعلان کیا اور فتویٰ دیا کہ ہندوستان دارالاسلام ہے۔ انگریزوں کا یہ **خود کاشتہ پودا** کچھ دنوں بعد ایک مذہبی تحریک بن گیا۔"

(چٹان لاہور ۱۵ اکتوبر ۱۹۶۲ء)

(۱۸)

نجدیت کا پودا ہندوستان میں انگریزوں نے لگایا

اہلحدیثوں کے متعلق مدیر طوفان ملتان لکھتے ہیں :-

" **انگریزوں** نے بڑی ہوشیاری اور چالاکی کے ساتھ تحریک **نجدیت کا پودا** ہندوستان میں بھی کاشت کیا اور پھر اسے اپنے ہاتھ سے ہی پروان چڑھایا۔"

(طوفان ۷ نومبر ۱۹۶۲ء)

(۱۹)

ندوۃ العلماء اور انگریزی حکومت کی برکات

دارالعلوم ندوۃ العلماء کے ترجمان الندوہ کے تین اقتباس ملاحظہ فرمائیں :۔

(الف) "اس (دارالعلوم) کا اصل مقصد روشن خیال علماء کا پیدا کرنا ہے۔ اور اس قسم کے علماء کا ایک ضروری فرض یہ بھی ہے کہ **گورنمنٹ کی برکات حکومت** سے واقف ہوں اور ملک میں گورنمنٹ کی وفاداری کے خیالات پھیلائیں۔" (الندوہ لکھنؤ جلد ۵۔ جولائی ۱۹۰۸ء)

(ب) "مذہبی روا داری حکومتِ انگریزی کا خاصہ ہے۔ ان پیدا ہونے والے علماء کے ذریعہ سے وہ (مسلمان) حکومت کی اطاعت اور فرمانبرداری میں زیادہ ہو جائیں گے۔"

(الندوہ دسمبر ۱۹۰۸ء صفحہ ۴۔۷)

(ج) "حکومتِ انگریزی کی پنجاہ سالہ جوبلی کی خوشی میں دارالعلوم ندوہ میں ایک دن کی تعطیل کی گئی اور جناب گورنر جنرل بہادر کی خدمت میں ندوہ کی طرف سے مبارک باد کا تار بھیجا گیا۔"

(الندوہ نومبر ۱۹۰۸ء صفحہ ۱)

(۲۰)

سرسید احمد خان نے ۱۸۵۷ء کے واقعہ کو بغاوت قرار دیا بلکہ "حرامزدگی" کہا اور مسلمانوں کو تلقین کی کہ اس قسم کی بغاوت اسلام کے اصول کے سراسر خلاف ہے۔ (تفصیل کے لئے دیکھیں رسالہ اسباب بغاوتِ ہند مؤلفہ سرسید احمد خان)

(۲۱)

مفتیانِ مکہ معظمہ کے فتاویٰ

شورش کاشمیری مدیر چٹان لکھتے ہیں :۔

"جمال دین ابن عبداللہ شیخ عمر حنفی مفتی مکہ معظمہ، احمد بن ذہنی شافعی مفتی مکہ معظمہ اور حسین بن ابراہیم مالکی مفتی مکہ سے بھی فتاویٰ حاصل کئے گئے جن میں ہندوستان کے دارالاسلام ہونے کا اعلان کیا گیا تھا۔"

(کتاب سید عطاء اللہ شاہ بخاری۔ مؤلفہ شورش کاشمیری صفحہ ۱۳۱)

(۲۲)

ڈپٹی نذیر احمد صاحب مرحوم پر نسخ جہاد کا الزام

ایڈیٹر چٹان لکھتے ہیں:۔

"جن لوگوں نے حوادث کے اس زمانے میں نسخ جہاد کی تاویلوں کے علاوہ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ میں اولی الامر کا مصداق انگریزوں کو ٹھہرایا ان میں مشہور انشا پرداز ڈپٹی نذیر احمد کا نام بھی ہے ...... انہوں نے قرآن مجید کے ترجمے میں انگریزوں کو پہلی دفعہ اولوالامر قرار دیا ہے اور ان کی اطاعت کو اللہ اور رسول کی اطاعت سے مستلزم ...... دیکھو داستان تاریخ اردو مصنفہ حامد حسن قادری ص۹۸۔"

(کتاب عطاء اللہ شاہ بخاری ص۱۳۵)

(۲۳)

گورنمنٹ انگریزی کی مخالفت حرام ہے

مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی ایڈووکیٹ اہل حدیث نے لکھا:۔

(۱) "مسلمان رعایا کو اپنی گورنمنٹ سے، خواہ وہ کسی مذہب یہودی عیسائی وغیرہ پر ہو اور اس کے امن وعہد میں وہ آزادی کے ساتھ شعائر مذہبی ادا کرتی ہو، لڑنا یا اس سے لڑنے والوں کی جان و مال سے اعانت کرنا جائز نہیں۔ بنائً علیہ **اہل اسلام ہندوستان کے لئے گورنمنٹ انگریزی کی مخالفت و بغاوت حرام ہے۔**"

(اشاعۃ السنہ جلد ۶ نمبر ۱۰ ص۲۸۷)

(۲۴)

سیف کی بجائے قلم

(۲) "بھائیو! اب سیف کا وقت نہیں رہا۔ اب تو بجائے سیف قلم ہی سے کام لینا ضروری ہو گیا ہے۔"

(اشاعۃ السنہ جلد ۶ نمبر ۱۲ ص۳۶۵)

(۲۵)

ایک اور فتویٰ

مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے لکھا ہے :۔

"مفسدہ ۱۸۵۷ء میں جو مسلمان شریک ہوئے تھے وہ سخت گنہگار اور بحکم قرآن و حدیث وہ مفسد و باغی بدکردار تھے" (اشاعۃ السنہ جلد ۹ صفحہ ۱۸۸۶ء)

(۲۶)

امن دینے والی حکومت سے جہاد جائز نہیں

"جہاد کی بناء صرف مذہبی مخالفت پر نہیں ہے اور ہر ایک مخالف مذہب سے بلا تحقق شروط جہاد جائز نہیں علی الخصوص ان مخالفین مذہب سے جن کے ظل حمایت میں مسلمان رہیں یا ان کے ساتھ مل کر با امن عمر بسر کریں" (اشاعۃ السنہ جلد ۹ صفحہ ۱۱ ص ۳۲۴)

(۲۷)

صریح غدر اور حرام

مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی ایڈیٹر اشاعۃ السنہ لکھتے ہیں :۔

"اس گورنمنٹ سے لڑنا یا ان سے لڑنے والوں کی (خواہ انکے بھائی مسلمان کیوں نہوں) کسی نوع سے مدد کرنا صریح غدر اور حرام ہے۔ اس نتیجہ کو ناواقف اہل اسلام ملاحظہ فرما کر پیش نظر رکھیں اور صرف کفر کی نظر سے ہر ایک مخالف مذہب سے جنگ و مقابلہ کرنے کو شرعی جہاد نہ سمجھ لیا کریں۔ عہد و امن والوں سے لڑنا ہرگز شرعی جہاد (ملکی ہو خواہ مذہبی) نہیں ہوسکتا ہے بلکہ عناد و فساد کہلاتا ہے۔ مفسدہ ۱۸۵۷ء میں جو مسلمان شریک ہوئے تھے وہ سخت گناہگار اور بحکم قرآن و حدیث وہ مفسد و باغی بدکردار تھے" (اشاعۃ السنہ جلد ۹ نمبر ۱۰ صفحہ ۳۰۸)

(۲۸)

سلطنت برطانیہ کے لئے دعا ضروری ہے

مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی لکھتے ہیں :۔

"اگر ہم ذرا غور و تامل سے کام لیں اور یہ خیال کریں کہ ہمارا اس سلطنت کے لئے دعا کرنا ان برکات امن آزادی مذہبی و اسباب ترقی کی نظر سے جن سے ہماری دین و دنیا کو مدد پہنچتی ہے تو اس سلطنت کے لئے دعاءِ برکت و سلامت نہ صرف جائز بلکہ ضروری ہے کیونکہ یہ دعا درحقیقت اپنے ہی مذہب و حسن معاشرت کے لئے ہے جس کی ضرورت میں کسی کو شک نہیں ہے۔"
(اشاعۃ السنہ جلد ۹ ۸ ص ۲۴۳)

(۲۹)

اہل حدیث اور حکومت برطانیہ

مولوی محمد حسین صاحب لکھتے ہیں:-

"واضح ہو کہ جو کچھ اس موقع (جوبلی) پر اہلحدیث نے کیا ہے وہ امور ذیل ہیں۔
(۱) ملکہ معظمہ کی تعظیم کرنا۔ اور تعظیمی الفاظ سے اس کو یاد کرنا۔
(۲) ملکہ معظمہ کی حکومت پنجاہ سالہ پر خوشی کرنا اور اس خوشی میں مسلمانوں کو کھانا کھلانا۔
(۳) برٹش سلطنت کی اطاعت و عقیدت کو ظاہر کرنا اور اس کو فرض مذہبی بتانا۔
(۴) اس سلطنت کی برکات و احسانات (امن و آزادی وغیرہ) کا معترف ہونا اور اس پر ملکہ معظمہ اور سلطنت کی تعریف کرنا اور شکر گزار ہونا۔
(۵) ملکہ معظمہ اور اس کی سلطنت کے لئے دعاءِ سلامت و حفاظت و برکت کرنا۔ وعلیٰ ہذا القیاس۔ ان امور سے کوئی امر بھی ایسا نہیں ہے جس کے جواز پر شریعت کی شہادت پائی نہ جاتی ہو۔"
(اشاعۃ السنہ جلد ۹ ۸ ص ۲۲۹)

(۳۰)

قیصرۂ ہند کی جوبلی اور اہلحدیثوں کی مسرت

مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی لکھتے ہیں:-

"اہلحدیث لاہور نے جشن جوبلی کی تقریب پر کمال مسرت ظاہر کی۔ اور قیصرۂ ہند کی پنجاہ سالہ حکومت کی خوشی میں اہل اسلام کی مکلف ضیافت کی۔ جس میں رؤسا شرفاء علماء و عام اہل اسلام رونق افروز ہوئے۔ مولوی الٰہی بخش صاحب وکیل کی وسیع کوٹھی کے دو کمرے

رئیسوں وغیرہ خواص کے لئے مخصوص تھے، باقی سات کمرے عوام اہل اسلام کے لئے مقرر تھے اور کھانا سب کے آگے، امیر تھے خواہ فقیر، رئیس تھے خواہ زبیں، یکساں پلاؤ، زردہ، قورما پیش کیا گیا"۔ (اشاعۃ السنہ جلد ۹ ۷ صفحہ ۲۰۳)

(۳۱)

اہل حدیث نے حکومتِ برطانیہ کو اسلامی سلطنتوں سے بہتر قرار دیا

ایڈیٹر صاحب اشاعۃ السنہ لکھتے ہیں :-

"ہندوستان کے تمام طبقاتِ رعایا سے صرف ایک یہی فرقہ "اہلحدیث" ہے جو اس سلطنت کے زیرِ سایہ رہنے کو بلحاظ امن و آزادی مذہبی اسلامی سلطنتوں کے زیرِ سایہ رہنے سے بھی بہتر جانتا ہے۔ کیونکہ اس فرقہ کو بجز اس سلطنت کے کسی اور سلطنت میں (اسلامی کیوں نہو) پوری آزادی حاصل نہیں ہے۔" (اشاعۃ السنہ جلد ۹ ۷ صفحہ ۱۹۵-۱۹۶)

(۳۲)

مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے جاگیر حاصل کی

مولوی مسعود عالم صاحب ندوی لکھتے ہیں :-

"ہندوستان کی جماعتِ اہلحدیث ...... کے سرکردہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی .... نے سرکار انگریزی کی اطاعت کو واجب قرار دیا .... جہاد کی **منسوخی پر ایک رسالہ** (الاقتصاد فی مسائل الجہاد) فارسی زبان میں تصنیف فرمایا تھا، اور مختلف زبانوں میں اس کے تراجم بھی شائع کرائے تھے۔ معتبر اور ثقہ راویوں کا بیان ہے کہ اس کے **معاوضے میں سرکار** انگریزی سے انہیں جاگیر بھی ملی تھی"۔ (کتاب ہندوستان کی پہلی اسلامی تحریک صفحہ ۲۹)

(۳۳)

ہندوستان دار الحرب نہ رہا

جہاد فی الاسلام کے مصنف مولوی ابو الاعلیٰ صاحب مودودی تحریر کرتے ہیں :-

"ہندوستان اُس وقت بلاشبہ دار الحرب تھا جب انگریزی حکومت یہاں اسلامی سلطنت کو

مٹانے کی کوشش کر رہی تھی۔ اُس وقت مسلمانوں کا فرض تھا کہ یا تو اسلامی سلطنت کی حفاظت میں جانیں لڑاتے یا اس میں ناکام ہونے کے بعد یہاں سے ہجرت کر جاتے لیکن جب وہ مغلوب ہوگئے، انگریزی حکومت قائم ہو چکی اور مسلمانوں نے اپنے پرسنل لاء پر عمل کرنے کی آزادی کے ساتھ یہاں رہنا قبول کر لیا تو اب یہ ملک دار الحرب نہیں رہا۔" (سُود حصہ اول صفحہ ۷۷، ۷۸ حاشیہ شائع کردہ مکتبہ جماعت اسلامی لاہور۔ طبع اول)

(۳۴)

ہندوستان کے سات بڑے علماء کے فتوے

مولانا عبدالرحیم صاحب درد ایم۔اے نے تاریخی حوالہ جات کا خلاصہ لکھا ہے کہ:۔

"۱۷ر جولائی ۱۸۷۰ء کو ہندوستان کے سات بڑے بڑے علماء کی طرف سے اس مضمون کا ایک فتویٰ شائع ہوا کہ انگریزوں کے خلاف جہاد جائز نہیں ہے ان کے نام یہ ہیں۔ لکھنؤ کے مولوی علی محمد صاحب، مولوی عبدالحی صاحب، مولوی فضل اللہ صاحب، مولوی محمد نعیم صاحب، مولوی رحمت اللہ صاحب، مولوی قدرت اللہ صاحب اور مولوی قطب الدین صاحب دہلوی۔

پھر مکہ معظمہ سے ہندوستان کے دارالسلام ہونے کے متعلق حنفیوں، شافعیوں اور مالکیوں کے مفتیوں سے فتاوی منگوائے گئے۔ اس کے بعد ۱۸۷۰ عیسوی میں منشی امیر علی صاحب کا ایک رسالہ جہاد کلکتہ میں شائع ہوا۔ اس میں شیعہ قانون کے مطابق یہ ثابت کیا گیا کہ ملکہ معظمہ کے خلاف جہاد کرنا جائز نہیں۔" (انگریز اور بانی سلسلہ احمدیہ صفحہ ۲۹)

(۳۵)

شیعہ برٹش گورنمنٹ کے صمیم دل سے شکر گزار ہیں

شیعہ مجتہد علی الحائری کہتے ہیں:۔

"ہم کو ایسی سلطنت کے زیر سایہ ہونے کا فخر حاصل ہے کہ جس کی حکومت میں انصاف پسندی اور مذہبی آزادی قانون قرار پا چکی ہے جس کی نظیر اور مثال دنیا کی اور سلطنت میں نہیں مل سکتی۔ اسلئے میں کہتا ہوں کہ ہر شیعہ کو اس احسان کے عوض میں صمیم قلب سے برٹش گورنمنٹ کا احسانمند اور شکر گزار رہنا چاہیئے۔" (موعظہ تحریف قرآن بابت اپریل ۱۹۲۳ء صفحہ ۶۷-۶۸)

—(۳۶)—

مولوی کرم دین صاحب آف بھیں (جہلم) کا نظریہ

مولوی کرم دین صاحب نے لکھا ہے کہ :-

" اب یہ کہنا بالکل بے محل ہوگا کہ آجکل نصاری کی ایسی سلطنتیں بھی ہیں جیسی کہ ہماری دولت برطانیہ جس کے سایہ میں کروڑوں مسلمان امن و آرام پا رہے ہیں پھر کیونکر امام مہدی ایسی عادل، امن گستر سلطنت کا مقابلہ کریں گے کیونکہ یہ دلیل پیش کرنے کا تب موقعہ ہوتا کہ اہل اسلام کا یہ دعوے ہوتا کہ حضور مہدی اسی زمانہ عہد دولت برطانیہ میں اور خصوصاً برٹش انڈیا میں خروج کریں گے اور حضور گورنمنٹ انڈیا دامت سلطنتہا سے خدانخواستہ جنگجوئی کریں گے۔ یہی تو وجہ ہے کہ ابھی ظہور مہدی کا زمانہ نہیں آیا کیونکہ ان دنوں کوئی فتنہ اور آشوب نہیں، کوئی بدانتظامی اور بے امنی نہیں۔ مسلمان ایک ایسی عادل اور انصاف گستر گورنمنٹ کے زیر سایہ زندگی بسر کر رہے ہیں جس کی نظر میں اپنے اور بیگانے سب یکساں ہیں۔ جیسے عیسائی مشن کو اپنے مذہب میں آزادی ہے اس سے بڑھ کر اسلامیوں کو اپنی رسوم مذہبی پورا کرنے کی نسبت عام آزادی ہے۔ کوئی مذہبی روکاوٹ نہیں کسی بدنظمی کی شکایت نہیں۔ ہاں موجودہ سلطنت برطانیہ پر آئندہ تمام سلطنتوں کو قیاس کر لینا قیاس المعدوم علی الموجود ہے اور رجم بالغیب ہے "

(اخبار سراج الاخبار جہلم۔ ۱۱ر جون ۱۸۹۴ء صٹ کالم ۲)

—(۳۷)—

یہ جہاد بالقلم کا دور ہے

جناب مولوی زاہد الحسینی کہتے ہیں :-

" امام الانبیاءؐ نے مجاہد کی مختلف قسمیں فرمائیں۔ فرمایا مَن جَاهَدَ بسیفہٖ فھو مجاھدٌ ومَن جَاهَدَ بِلِسَانہٖ فھو مجاھدٌ ومَن جَاهَدَ بقلمہٖ فھو مجاھدٌ (أوکما قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم) ہوسکتا ہے الفاظ میں ہیر پھیر ہو جائے مجھے الفاظ ٹھیک یاد نہیں، مفہوم یہی ہے۔ آپؐ فرماتے ہیں جس نے اپنی تلوار کے ساتھ دین قیم کی سربلندی کے لئے جہاد کیا وہ بھی مجاہد ہے، جس نے اپنی زبان کے ساتھ جہاد کیا وہ بھی مجاہد

ہے، جس نے اپنے قلم کے ساتھ جہاد کیا وہ بھی مجاہد ہے۔ مجاہدوں کی مختلف قسمیں ہیں اور میرا خیال ہے کہ آج کا دور جس دور میں کہ ہم جا رہے ہیں یہ جہاد بالقلم کا دور ہے۔ آج قلم کا فتنہ بڑا پھیل گیا ہے۔ آج قلم کے ساتھ جہاد کرنے والا سب سے بڑا مجاہد ہے۔" (ماہنامہ خدام الدین لاہور۔ یکم اکتوبر ۱۹۶۵ء)

(۳۸)

قتال اور جہاد الگ الگ چیزیں ہیں

جناب مودودی صاحب نے لکھا:۔

"شریعت کی اصطلاح میں قتال اور جہاد دو الگ الگ چیزیں ہیں۔ قتال اس جنگی کارروائی کو کہتے ہیں جو لڑنے والی فوجیں دشمن کی فوجوں کے خلاف کرتی ہیں۔ اور جہاد اس مجموعی جدوجہد کو کہتے ہیں جو پوری قوم مجموعی طور پر اس مقصد کی کامیابی کے لئے کرتی ہے جس کی خاطر جنگ برپا ہوتی ہے۔" (روزنامہ مشرق ۱۲؍ اکتوبر ۱۹۶۵ء)

(۳۹)

مالی جہاد اوّلین ضرورت ہے

جناب مودودی صاحب نے لکھا ہے:۔

"اوّلین ضرورت یہ ہے کہ ملک کی پوری آبادی اپنی انتہائی استطاعت کی حد تک مسلسل مالی جہاد کرتی رہے اور دفاعی مصارف کے لئے حکومت کے ذرائع و وسائل میں کمی نہ آنے دے۔" (روزنامہ مشرق ۱۲؍ اکتوبر ۱۹۶۵ء)

(۴۰)

قلم کا جہاد تلوار کے جہاد سے کم نہیں

مودودی صاحب نے لکھا ہے:۔

"دوسرا ضروری کام یہ ہے کہ تمام ملک کی بالغ آبادی جلدی سے جلدی شہری دفاع کی تربیت حاصل کرے ...... تیسرا کام یہ ہے کہ پوری قوم میں روحِ جہاد کو تازہ اور زندہ

رکھنے اور اس کے عزم اور حوصلے کو بلند رکھنے اور اس کے ایمان کی طاقت کو مضبوط رکھنے کی کوشش برابر جاری رکھی جائے۔ ہمارے خطیبوں اور واعظوں کو، ہمارے ادیبوں اور شاعروں کو اور ہمارے ہر اس شخص کو جسے اللہ تعالیٰ نے زبان و قلم سے کام لینے کی صلاحیتوں سے نوازا ہے اس معاملہ میں اپنا فرض پوری طرح انجام دینا چاہیئے۔ یہ جہاد تلوار کے جہاد سے اپنی اہمیت میں کچھ کم نہیں ہے اور اس کا اجر بھی انشاء اللہ اس سے کم ثابت نہ ہوگا۔"

(روزنامہ مشرق لاہور ۱۲ اکتوبر ۱۹۶۵ء)

(۴۱)

مکّی زندگی میں جہاد کا حکم

مشہور اہلحدیث عالم جناب مولوی ابوبکر صاحب غزنوی بیان فرماتے ہیں کہ :-

"یہ سمجھنا فاش غلطی ہے کہ جہاد کا مفہوم محض قتال یا لڑائی ہے۔ قرآن نے یہ لفظ بڑے وسیع مفہوم میں استعمال کیا ہے۔ جہاد کا لغوی معنیٰ کوشش کرنا ہے اور شرعی اعتبار سے ہر وہ کوشش جو ذاتی اغراض اور نفسانی خواہشات کی جگہ حق و صداقت کی راہ میں کی جائے جہاد سے تعبیر کی جاتی ہے۔ والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سُبُلنا (جو ہماری راہ میں کوشش کرتے ہیں ہم یقیناً انہیں اپنی راہیں سجھا دیتے ہیں) شریعت کی بولی میں ہر وہ مصیبت اور تکلیف جو حق و صداقت کیلئے برداشت کی جائے جہاد ہے۔ سورہ فرقان میں ہے فلا تُطِعِ الکٰفرینَ وجاھِدْھُم بہٖ جھاداً کبیراً یعنی کافروں کے خلاف سخت جہاد کرو۔

مفسرین کا اتفاق ہے کہ سورہ فرقان مکّی ہے اور قتال کا حکم ہجرت مدینہ کے بعد ہوا۔ پھر یہ کونسا جہاد ہے جس کا مکّی زندگی میں حکم دیا جا رہا ہے؟ یہ جہاد یقیناً اعلاءِ کلمۃ اللہ کے لیے تمام مشقتیں اور کلفتیں جھیل لینے کا جہاد تھا۔ پس وہ مصیبتیں اور کلفتیں جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اور ان کے ساتھیوں نے اللہ کی خاطر برداشت کیں خدا انہیں جہادِ کبیر سے تعبیر کرتا ہے۔"

(ہفت روزہ توحید لاہور ۲۴ ستمبر ۱۹۶۵ء)

(۴۲)

ہر مخلص عالم مجاہد ہے

" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی زبانوں سے بھی جہاد کرو۔ علماء کا فرض ہے کہ وہ لوگوں پر واضح کریں کہ اس وقت کتاب و سنّت کی روشنی میں ان پر کیا فرائض عائد ہوتے ہیں۔ علماء کا فرض ہے کہ وہ قوم کو سمجھائیں کہ جہاد کی حقیقت کیا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ کا طرزِ عمل جنگ میں کیا ہوتا تھا۔ ہر وہ عالم جو اخلاصِ نیّت کے ساتھ یہ کام سرانجام دے رہا ہے مجاہد ہے اور جہادِ لسانی میں مصروف ہے"

(ہفت روزہ توحید لاہور ۲۴ ستمبر ۱۹۶۵ء)

(۴۳)

زبان اور قلم کا جہاد بھی ضروری ہے

مدیر توحید لکھتے ہیں :-

" قرآن و سنّت کی روشنی میں جہاد کے مفہوم کی وسعتیں ملاحظہ کیجئے۔ فرمایا جاھِدُوا بِاَموالِکُم وَاَنفُسِکُم اپنے مالوں سے جہاد کرو اور اپنی جانوں سے جہاد کرو۔ دوسری جگہ فرمایا۔ لٰکِنِ الرَّسُولُ وَالَّذِینَ اٰمَنُوا مَعَہٗ جَاھَدُوا بِاَموالِھِم وَاَنفُسِھِم لیکن رسول اکرمؐ نے اور جو اُن کے ساتھ ایمان لائے انہوں نے اپنے مالوں سے جہاد کیا اور اپنی جانوں سے جہاد کیا۔ پھر ابوداؤد، نسائی اور دارمی کی اِس حدیث کی روشنی میں بات اور بھی واضح ہو جاتی ہے۔ جاھِدُوا المُشرِکِینَ بِاَموالِکُم وَاَنفُسِکُم وَاَلسِنَتِکُم مشرکوں کے خلاف جہاد کرو اپنے مال سے، اپنی جانوں سے اور اپنی زبانوں سے۔ پس ہر وہ شخص جو باطل کے خلاف اور حق کی حمایت میں **مال صرف کرتا ہے مجاہد ہے اور ہر وہ شخص جس کی زبان اور قلم باطل کے خلاف نبرد آزما ہے مجاہد ہے "**

(ہفت روزہ توحید لاہور ۲۴ ستمبر ۱۹۶۵ء)

(۴۴)

قلم بھی تلوار ہو گیا

شورش صاحب لکھتے ہیں :-

ہندوستان سے برسرِ پیکار ہو گیا ÷ میرا قلم بھی جنگ میں تلوار ہو گیا

(چٹان لاہور ۸ نومبر ۱۹۶۵ء)

(۴۵)

جہاد اور غیر مسلم حکومتوں کی اطاعت کے بارے میں شاہ فیصل کا اعلان

جلالۃ الملک شاہ فیصل نے اِس سال (۱۳۸۵ ہجری) حج کے موقعہ پر رابطۃ العالم الاسلامی مکہ مکرمہ کے اجتماع میں فرمایا :-

"إنکم ایھا الاخوۃ الکرام مدعوون لتتوقعوا علی الجھاد فی سبیل اللّٰہ ولیس الجھاد ھو فقط حمل البندقیۃ او تجرید السیف وانّما الجھاد ھو الدعوۃ الی کتاب اللّٰہ وسنّۃ رسولہ والتمسّک بھا والمثابرۃ علی ذالک مھما اعترضتنا المشاکل او المصاعب او المتاعب۔" (اُمّ القریٰ مکہ معظمہ ۲۳ اپریل ۱۹۶۵ء)

ترجمہ :- اے معزز بھائیو! تم سب کو جہاد فی سبیل اللہ کا علَم بلند کرنے کے لئے بلایا گیا ہے۔ جہاد صرف بندوق اٹھانے یا تلوار لہرانے کا نام نہیں بلکہ جہاد تو **اللہ کی کتاب اور رسول مقبولؐ کی سنّت کی طرف دعوت دینے، ان پر عمل پیرا ہونے** اور ہر قسم کی مشکلات، دقتوں اور تکالیف کے باوجود استقلال سے اس پر قائم رہنے کا نام ہے۔"

غیر مسلم حکومتوں کے ماتحت جو مسلمان رہتے ہیں ان کے متعلق جلالۃ الملک نے فرمایا :-

"ھٰؤلاء علیھم ان یقوموا بما یجب علیھم من خدمۃ دینھم واتّباع ما أمر اللّٰہ سبحانہ وتعالیٰ ونحن لا ندعو ھٰؤلاء الاخوان ان یثوروا فی وجہ دُوَلِھِم وأن یقوموا بما ھو خارج عن النظام ولکن ان یحکّموا کتاب اللّٰہ وسنّۃ رسولہ فیما بینھم وفی نیّاتھم وعقائدھم

وان یسالموا من سالمھم وألا یکونوا عنصراً ھداماً أو مخرباً۔"

ترجمہ۔ ان (غیر مسلم حکومتوں میں رہنے والے مسلمانوں) پر جو خدمتِ دین اور اللہ تعالیٰ کے اوامر کی اتباع واجب ہے انہیں اسے ادا کرنا چاہیئے۔ ہم ان بھائیوں کو ہرگز یہ نہیں کہتے کہ اپنی حکومتوں کے نظام کے خلاف کھڑے ہو جائیں اور بغاوت کریں۔ ہاں انہیں باہمی طور پر اپنے عقائد اور نیتوں کی حد تک اللہ تعالیٰ کی کتاب اور سنتِ نبوی کو حکم ٹھہرانا چاہیئے۔ نیز جو حکومتیں انہیں امن دیتی ہیں انہیں اُن سے صلح سے رہنا چاہیئے۔ وہ اپنے ممالک میں نظام کو توڑنے والے یا تخریبی عنصر ہرگز نہ بنیں۔"

(ام القریٰ مکہ معظمہ ۲۴ اپریل ۱۹۶۵ء)

―(۴۶)―

"مسیح و مہدی کی رُوحانی برکات سے دین چمکے گا"

مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی لکھتے ہیں :-

"ہر چند آمد مسیح سے پہلے امام مہدی کے زمانہ میں دین سے مزاحمت کرنیوالوں سے مسلمانوں کے ڈیفینسو (مدافعتی) نہ افینسو (پیشقدمی والی) لڑائیاں ہونگی مگر کسی حدیث صحیح یا ضعیف سے یہ ثابت نہیں کہ حضرت امام مہدی بذاتِ خود کسی شخص پر تلوار اٹھائینگے اور کسی جان کو تلف کرینگے یا پیشقدمی کرکے اور بلا عوض تلف کرنیکا حکم دینگے بلکہ انکی نسبت یہ کہا گیا ہے کہ وہ کسی سوتے کو نہ جگائیں گے اور کسی جان کی خونریزی نہ کریں گے (ایسا ہی حجج الکرامہ فی آثار القیامہ میں صفحہ ۳۶۳ نقل کیا ہے) اور احادیث سے ... معلوم ہوتا ہے کہ ان لڑائیوں میں امام مہدی سے جو کچھ ظہور میں آئیگا وہ روحانی اور آسمانی نشان کے طور پر ہوگا اور آمدِ مسیح کے بعد تو ڈیفینسو لڑائیوں کا بھی خاتمہ ہو جائیگا اور مہدی و مسیح دونوں کے ہاتھ سے دین چمکے گا تلوار سے کچھ کام نہ لیا جائیگا" (اشاعۃ السنہ جلد ۲۲ نمبر ۳ صفحہ ۱۹۰۹ء)

مفید اور مؤثر دوائیں
نور کاجل
آنکھوں کی خوبصورتی صحت اور تندرستی کیلئے
مفید ترین سُرمہ، مفید ترین جڑی بوٹی کا جوہر۔
آنکھوں کی جملہ بیماریوں کا بہترین علاج ہے۔
قیمت۔ سوا روپیہ
انگزینا
یہ گولیاں معدہ کو طاقت دیتی، نظام ہضم کی اصلاح کرتی اور عصبی اور ریحی دردوں کے لئے بہت مفید ہیں۔
قیمت۔ دو روپے۔
اکسیرِ معدہ
پیٹ درد، بدہضمی، اپھارہ، ہیضہ وغیرہ امراض کیلئے لذیذ اور مفید ترین چُورن۔
قیمت۔ دس آنہ۔ ایک روپیہ، دو روپے۔
تریاق اٹھرا
مرض اٹھرا کے لئے حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الاوّل کے نسخہ کے مطابق بہترین گولیاں۔
قیمت پندرہ روپے
نور آملہ
بالوں کو لمبا کرتا، گرنے سے روکتا، اور خشکی دُور کرتا ہے۔
قیمت۔ ڈیڑھ روپیہ
نور ابٹنہ
کیل، چھائیوں کو دُور کر کے حُسن کو بڑھاتا ہے۔
قیمت۔ ڈیڑھ روپیہ
اعصابی
دل، دماغ اور اعصاب کیلئے بہترین ٹانک عصبی اور دماغی تھکاوٹ دُور کر کے بشاشت پیدا کرتی اور قوت کارکردگی بڑھاتی ہیں
قیمت فی شیشی تین روپے۔
سپاری پاک
لیکوریا کے لئے بہت مفید
فی پیکٹ ۵ روپے
لبوب کبیر
مقویات کا سرتاج معجون
فی چھٹانک ۴ روپے
زوجام عشق
قوتِ مردانہ کی گولیاں
۶۰ گولی ۲۶ روپے
حب مفید النساء
ایامِ ماہواری کی بدخوابیوں کا بہترین علاج۔
کورس ۵ روپے
خورشید یونانی دواخانہ رجسٹرڈ ربوہ

(... مقام اشاعت :- دفتر الفرقان ربوہ)

وصـــــــــــــــــــــــــایا

نوٹ:- مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز صدر انجمن احمدیہ کی منظوری سے قبل صرف اسلئے شائع کی جارہی ہیں تاکہ اگر کسی صاحب کو ان وصایا میں کسی وصیت کے متعلق کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو وہ دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ دن کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرماویں (۲) ان وصایا کو جو نمبر دیئے گئے ہیں وہ ہرگز وصیت نمبر نہیں بلکہ یہ مثل نمبر ہیں۔ وصیت نمبر صدر انجمن احمدیہ کی منظوری حاصل ہونے پر دیئے جائیں گے۔ وصیت کنندگان سیکرٹری صاحبان وصایا اس بات کو نوٹ فرمالیں (سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

مثل نمبر ۱۸۱۵۱ میں غلام محمد چیپل ولد یوسف چیپل قوم بوہرہ پیشہ ملازمت عمر ۴۳ سال بیعت ۱۹۵۰ء ساکن T-4-F-4 ماری پور نیوی کالونی ڈاکخانہ کراچی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۰ جنوری ۱۹۶۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اسوقت کوئی نہیں ہے۔ میں ملازمت کرتا ہوں جسکے ذریعہ مجھے ماہوار تنخواہ ۲۶۶/- روپے ملتی ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں داخل کرتا رہونگا۔ اگر اسکے بعد میں کوئی جائداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میری جس قدر جائداد ثابت ہوگی اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائیگی۔ میری یہ وصیت تاریخ منظوری وصیت سے نافذ فرمائی جائے۔ العبد غلام محمد چیپل۔ گواہ شد بشیر الدین عباسی معتمد مجلس خدام الاحمدیہ کراچی۔ گواہ شد شیخ رفیع الدین احمد سیکرٹری وصایا کراچی۔

مثل نمبر ۱۸۱۵۳ میں نیک محمد خان ولد خان میر احمد خان قوم افغان پیشہ تجارت عمر ۷۱ سال بیعت جون ۱۹۰۶ء تحریری ۱۹۰۹ء دستی ساکن ربوہ ضلع جھنگ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳/۱/۶۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری موجودہ جائداد ایک مربعہ اراضی چک ۶۵ تحصیل بھکر ضلع میانوالی میں ہے یہ زمین میرے بیٹے عبد الحمید خان فلائٹ لفٹیننٹ کی شہادت کے بعد گھر کے افراد کے گزارہ کیلئے ملی ہوئی ہے۔ گھر کے کل افراد گیارہ ہیں۔ اسکے علاوہ شہید مرحوم کی وجہ سے مبلغ -/۱۹۰ روپے ماہوار پنشن بھی کل فیملی کیلئے ملتی ہے۔ مذکورہ زمین سے ابھی تک کوئی آمدنی نہیں ہو رہی کیونکہ مزارع کاشت کرتے ہیں اور میں بوجہ بیماری و کمزوری نگرانی نہیں کرسکتا۔ مجھے بڑے گوشت کی دکان سے بھی -/۱۱۰ روپے ماہوار آمدنی ہے میں اپنے حصہ کی اراضی اور اپنے حصہ کی پنشن کے اور گوشت کی دکان کے -/۱۱۰ روپے ماہوار کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں آمدنی کی کمی بیشی کے مطابق اس کا ۱/۱۰ حصہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان کو ماہوار ادا کرتا رہونگا۔ میری وفات کے وقت اگر کوئی مزید جائداد ثابت ہو تو قیمت کی ابھی تعین نہیں ہوئی اور نہ ہی ابھی اسکی اقساط ادا ہونی شروع ہوئی ہیں قیمت کی تعیین اور اسکی ادائیگی کے بعد زمین کی ملکیت کے حقوق حاصل ہونگے۔ میری یہ وصیت یکم اپریل ۱۹۶۶ء سے قابل عمل ہوگی۔ العبد نیک محمد خان غزنوی۔ گواہ شد بشیر الدین عبید اللہ صدر محلہ دار الصدر جنوبی۔ گواہ شد عزیز احمد کارکن بہشتی مقبرہ۔

مثل نمبر ۱۸۱۵۴ میں عبد الحمید ولد چوہدری محمد بوٹا قوم راجپوت پیشہ تجارت عمر ۲۸ سال پیدائشی احمدی ساکن کنری ضلع تھرپارکر صوبہ سندھ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۱ اپریل ۱۹۶۵ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ اس وقت میری جائداد منقولہ یا غیر منقولہ کوئی نہیں ہے میرا گزارہ دکانداری کی آمد پر ہے جس کے ذریعہ مبلغ ایک سو اسی روپیہ ماہوار ہو جاتی ہے کمی بیشی کے رنگ میں جو بھی میری آمد ہوگی اس کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز مقبرہ بہشتی کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات کے بعد جسقدر بھی میرا متروکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ العبد عبد الحمید کنری۔ گواہ شد فضل الدین طارق جنرل سیکرٹری کنری۔ گواہ شد سید سعید احمد سیکرٹری وصیت جماعت احمدیہ کنری۔

مثل نمبر ۱۸۱۵۵ میں سید امین احمد ولد ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحبؓ قوم سید عمر ۴۲½ سال پیدائشی احمدی ساکن ماری پور ضلع کراچی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ یکم مارچ ۱۹۶۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اسوقت کوئی نہیں۔ میں ملازمت کرتا ہوں جسکے ذریعہ ماہوار تنخواہ مبلغ چار صد روپیہ ملتی ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں داخل کرتا رہونگا۔ اگر اسکے بعد کوئی جائداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میری جسقدر جائداد ثابت ہو اس کے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے یعنی یکم مارچ ۱۹۶۶ء سے منظور فرمائی جائے۔ العبد سید امین احمد ابن حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ معرفت ونگ کمانڈر ایم۔ اے۔ احمد ۴۱ لاہور شمالی ماری پور کراچی ۱۲۔ گواہ شد۔ مرزا غلام احمد۔

مثل نمبر ۱۸۱۵۸ میں محمد یوسف ناصر ولد ماسٹر حمید احمد صاحب قوم راجپوت پیشہ ملازمت تاریخ پیدائش ۲۹-۹-۳۹ پیدائشی احمدی ساکن ربوہ ضلع جھنگ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۴-۲-۶۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اسوقت کوئی جائداد نہیں۔ میں بطور کلرک [illegible] ملازم ہوں میری تنخواہ اسوقت ۱۸۲/- روپے ماہوار ہے جسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ میں اگر زندگی میں کوئی جائداد پیدا کروں یا میری آمد میں کوئی کمی بیشی ہو یا بعد وفات جو جائداد ثابت ہو جس کا حصہ وصیت میں نے زندگی میں ادا نہ کیا ہو تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ العبد محمد یوسف ناصر ابن ماسٹر حمید احمد سنیاسی کوارٹر ۱۰/۴ صدر انجمن احمدیہ ربوہ۔ گواہ شد ماسٹر حمید احمد سنیاسی والد موصی ۱۴۹۳ ٹیچر ٹی آئی ہائی سکول ربوہ ۲۴-۲-۶۶۔ گواہ شد۔ چوہدری رشید احمد سرور مبلغ مشرقی افریقہ حال تحریک جدید ربوہ۔

مثل نمبر ۱۸۱۶۲ میں محمد نصیر احمد ولد چوہدری عبدالحق قوم راجپوت پیشہ ملازمت عمر ۲۴ سال پیدائشی احمدی ساکن شیخوپورہ ڈاکخانہ خاص صوبہ مغربی پاکستان۔ میری جائداد اسوقت کوئی نہیں میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اسوقت ڈیڑھ سو روپیہ ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا۔ اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر جس قدر متروکہ ثابت ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت ۲۴-۲-۶۶ سے منظور فرمائی جائے۔ محمد نصیر احمد دی اسٹریلیشیا بنک لمیٹڈ شیخوپورہ۔ گواہ شد قریشی سعید احمد اظہر شاہد مربی انچارج ضلع شیخوپورہ۔ گواہ شد سید مبارک احمد سرور انسپکٹر وصایا۔

مثل نمبر ۱۸۱۶۳ میں عبدالرحمن ولد حاجی محمد علی قوم کھول پیشہ تجارت عمر ۵۰ سال پیدائشی احمدی ساکن شیخوپورہ ڈاکخانہ خاص ضلع شیخوپورہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۴-۲-۶۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اسوقت کوئی نہیں۔ میں آڑھت کا کاروبار کرتا ہوں۔ ایک سو روپیہ ماہوار میری آمد ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا۔ اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری وصیت ۲۴-۲-۶۶ سے منظور فرمائی جائے۔ العبد عبدالرحمن [illegible] گواہ شد قریشی سعید احمد اظہر شاہد مربی [illegible]

مثل نمبر ۱۸۱۶۴ میں غلام محمد ولد نور بخش قوم شیخ پیشہ بیکار عمر ۶۵ سال بیعت ۱۹۲۳ء ساکن شیخوپورہ ضلع شیخوپورہ صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۴-۲-۶۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اس وقت کوئی نہیں مجھے میرے لڑکے کی طرف سے مبلغ تیس روپے ماہوار ملتے ہیں میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جسقدر متروکہ ثابت ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری وصیت ۲۴-۲-۶۶ سے منظور فرمائی جائے۔ العبد شیخ غلام محمد احمدی جنڈیالہ روڈ ہنگر محلہ شیخوپورہ م/ع دواخانہ جلیل مین بازار شیخوپورہ۔ گواہ شد قریشی سعید احمد اظہر مربی ضلع شیخوپورہ۔ گواہ شد سید مبارک احمد سرور انسپکٹر وصایا حال شیخوپورہ۔

مثل نمبر ۱۸۱۶۵ میں سید حفیظ احمد فیضی ولد سید فخر اسلام قوم سید گیلانی پیشہ ملازمت عمر ۵۰ سال پیدائشی احمدی ساکن شیخوپورہ ڈاکخانہ خاص ضلع خاص صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۴-۲-۶۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری موجودہ جائداد اسوقت حسب ذیل ہے (۱) ایک کنال سکنی زمین واقعہ محلہ فاروق آباد چوہڑکانا منڈی ضلع شیخوپورہ اسکی موجودہ مالیت چار ہزار روپے ہے میں اس جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اگر اسکے بعد کوئی جائداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی (۲) اسکے علاوہ میری ماہوار آمد دوسو بیس ۲۲۰/- روپے ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا میری وصیت ۲۳-۲-۶۶ سے منظور فرمائی جائے۔ العبد سید حفیظ احمد فیضی کوارٹر ۱۴-A ریلوے اسٹیشن قلعہ شیخوپورہ۔ گواہ شد سید مبارک احمد سرور انسپکٹر وصایا حال شیخوپورہ ۲۴-۲-۶۶۔

مثل نمبر ۱۸۱۶۶ میں بشیر احمد ولد ابو حسین قوم راجپوت پیشہ زمینداری عمر ۳۰ سال پیدائشی احمدی ساکن شیخوپورہ ڈاکخانہ خاص صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۴-۲-۶۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اسوقت کوئی نہیں۔ مجھے میرے والد صاحب کی طرف سے مبلغ یکصد روپیہ ماہانہ جیب خرچ ملتا ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا۔ اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا

میری یہ وصیت ۱/۱۰ اسے منظور فرمائی جائے۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ العبد بشیر احمد ۵ سول لائنز شیخوپورہ۔ گواہ شد قریشی سعید احمد اظہر مربی انچارج ضلع شیخوپورہ۔ گواہ شد سید مبارک احمد سرور انسپکٹر وصایا حال شیخوپورہ۔

مثل نمبر ۱۸۱۶۹ میں ضیاء الدین ولد میاں جمال الدین قوم شیخ پیشہ ملازمت عمر ۴۰ سال پیدائشی احمدی ساکن شیخوپورہ اکھاڑہ خاص ضلع شیخوپورہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳/۲/۶۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری موجودہ جائیداد اسوقت حسب ذیل ہے جو میری ملکیت ہے (۱) ایک مکان پختہ واقع موضع مونگ ضلع گجرات جسکی موجودہ قیمت تین ہزار روپے ہے اس مکان میں ہم دو بھائی شریک ہیں میں اس جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اگر اسکے بعد کوئی جائیداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو متروکہ ثابت ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی (۲) اسکے علاوہ مجھے ملازمت میں نوے روپے ماہوار تنخواہ ملتی ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا میری وصیت ۱/۱۰ اسے منظور فرمائی جائے۔ العبد ضیاء الدین ڈسٹرکٹ جیل شیخوپورہ۔ گواہ شد قریشی سعید احمد اظہر مربی انچارج ضلع شیخوپورہ۔ گواہ شد سید مبارک احمد سرور انسپکٹر وصایا۔

مثل نمبر ۱۸۱۷۳ میں سعید احمد ناصر ولد چوہدری امیر بخش صاحب قوم آرائیں پیشہ ملازمت عمر ۲۱ سال پیدائشی احمدی ساکن لائلپور صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۶ دسمبر ۱۹۶۱ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائیداد اسوقت کوئی نہیں ہے میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اسوقت مبلغ ۱۲۵ روپے ماہوار ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا اگر کوئی جائیداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ العبد سعید احمد ناصر 22/B پیپلز کالونی لائلپور۔ گواہ شد عبد الحی موصی ۱۸۶۰۹ - 703/13 پیپلز کالونی لائلپور۔ گواہ شد احمد دین خان بقلم خود موصی ۱۴۱۱۴ ۵۶۶ پیپلز کالونی لائلپور۔

مثل نمبر ۱۸۱۷۴ میں عبد الرزاق ولد میاں عبد الرحمن صاحب قوم ... خاص ضلع لائلپور مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۷ جنوری ۱۹۶۲ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں۔ میرا گزارہ ماہوار جیب خرچ ہے جو اسوقت تیس روپے ہے میں تازیست ماہوار جیب خرچ کا جو بھی ہوگا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا اور اگر کوئی جائیداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ العبد عبد الرزاق متعلم ٹیکسٹائل انسٹی ٹیوٹ 203/R.B ماناں والا ضلع لائلپور۔ گواہ شد عطاء حسین شاہ مرکزی سیکرٹری مال انجمن احمدیہ لائلپور۔ گواہ شد محمد اسمٰعیل ... لائلپور۔

مثل نمبر ۱۸۱۷۶ میں شیخ فیض قادر ولد حضرت شیخ نور احمد صاحب مرحوم قوم ککے زئی پیشہ آڈٹ و انکم ٹیکس پریکٹس عمر ۹۰ سال پیدائشی احمدی ساکن 22/4 R III ناظم آباد کراچی نمبر ۱۸ صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۰ فروری ۱۹۶۲ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائیداد اسوقت کوئی نہیں۔ میں آڈٹ اور انکم ٹیکس کی پریکٹس کرتا ہوں جس سے مجھے ماہوار آمد ... پانصد روپیہ ماہانہ ہوتی ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا اگر اسکے بعد میں کوئی جائیداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میری جس قدر جائیداد ثابت ہوگی اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائیداد بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ بد وصیت داخل کر کے رسید حاصل کروں تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ فرمائی جائے۔ العبد فیض قادر ... گواہ شد ... جماعت احمدیہ ناظم آباد کراچی۔ گواہ شد ... سیکرٹری وصایا جماعت احمدیہ کراچی۔

مثل نمبر ۱۸۱۸۲ میں مرزا لطیف احمد ولد مرزا بشیر احمد صاحب قوم مغل پیشہ طالب علم عمر ۲۷ سال پیدائشی احمدی ساکن فضل عمر ہوسٹل ربوہ ضلع جھنگ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۷/۳/۶۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائیداد اسوقت کوئی نہیں میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے (میں طالب علم ہوں) میری آمد میرا جیب خرچ ہے جسے کہ میرے والد صاحب دیتے ہیں جو اسوقت ... روپے ہے میں

کرتا رہونگا اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر جسقدر متروکہ ثابت ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد لطیف احمد طالبعلم جماعت XII رول نمبر ۹۰ فضل عمر ہوسٹل ربوہ۔ گواہ شد محمد علی چوہدری Warden فضل عمر ہوسٹل ربوہ۔ گواہ شد مظفر احمد منیر رحیم فضل عمر ہوسٹل ربوہ ۲/۶۲ ۱۹ -

مثل نمبر ۱۸۱۸۳ میں امیر الدین ولد اصلاح الدین قوم جٹ پیشہ طالبعلم عمر ۱۹ سال پیدائشی احمدی ساکن لاہور ڈاکخانہ خاص ضلع خاص صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۱/۱۵ ۱۰ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اسوقت کوئی نہیں میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اسوقت دس روپیہ ماہوار ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ کرتا رہونگا اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جسقدر ترکہ ثابت ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی میری وصیت آج سے منظور فرمائی جائے۔ العبد امیر الدین ولد صلاح الدین C.M.H. لاہور کینٹ۔ گواہ شد محمد نواز خان وصیت نمبر ۱۲۵۰۶ سیکرٹری مال حلقہ لاہور چھاؤنی۔ گواہ شد عبد الرؤف خان صدر حلقہ لاہور چھاؤنی شاکر روڈ لاہور چھاؤنی

مثل نمبر ۱۸۱۸۴ میں جلیل الرحمن ولد شیخ عبد الرحمن صاحب قوم شیخ پیشہ طالبعلم عمر ۲۰ سال پیدائشی احمدی ساکن ۳۲۲ بہادر آباد ڈاکخانہ کراچی نمبر ۵ ضلع کراچی صوبہ مغربی پاکستان۔ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۱۱ فروری ۱۹۶۲ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اسوقت کوئی نہیں ہے میں تعلیم حاصل کرتا ہوں اور مجھے مبلغ بیس روپے ماہوار جیب خرچ کے ملتے ہیں میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں داخل کرتا رہونگا۔ اگر اسکے بعد میں کوئی جائداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میری جسقدر جائداد ثابت ہوگی اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم یا جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ فرمائی جائے۔ العبد جلیل الرحمن بقلم خود۔ گواہ شد وسیم احمد خلیل نائب سیکرٹری۔

مثل نمبر ۱۸۱۸۶ میں حبیب احمد عمر ولد شیخ نثار احمد صاحب قوم شیخ پیشہ طالبعلم عمر ۱۸ سال پیدائشی احمدی ساکن ۲۸۰ ۱/۲ ڈرگ کالونی ڈاکخانہ کراچی نمبر ۲۵ ضلع کراچی صوبہ مغربی پاکستان۔ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۱۰ فروری ۱۹۶۲ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اسوقت کوئی نہیں ہے۔ میں تعلیم حاصل کرتا ہوں اور مجھے میرے بڑے بھائی صاحب سے مبلغ ۵۰ روپے ماہوار جیب خرچ ملتا ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں داخل کرتا رہونگا۔ اگر اسکے بعد میں کوئی جائداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میری جسقدر جائداد ثابت ہوگی اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ فرمائی جائے۔ العبد حبیب احمد عمر۔ گواہ شد عبد الشکور اسلم ولد محمد طور خان ٹیالوی۔ گواہ شد شیخ رفیع الدین احمد مرکزی سیکرٹری وصایا جماعت احمدیہ کراچی۔

مثل نمبر ۱۸۱۹۱ میں محمد سلیمان ولد رحیم بخش قوم ارائیں پیشہ زمیندارہ عمر ۵۸ سال بیعت ۱۹۰۸ء ساکن تخت ہزارہ ڈاکخانہ خاص ضلع سرگودھا بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۱۸ جنوری ۱۹۶۲ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری موجودہ جائداد اسوقت تین ایکڑ اراضی زرعی مالیتی -/۳۰۰۰ روپیہ کی ہے۔ میرا گزارہ اسی زمین کی آمد پر ہے میں اپنی مذکورہ بالا جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اگر اسکے بعد کوئی جائداد پیدا کروں یا بوقت وفات میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اگر میرا کوئی اور ذریعہ آمد پیدا ہو جائے تو اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میری وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد نشان انگوٹھا محمد سلیمان ولد رحیم بخش قوم ارائیں تخت ہزارہ تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا۔ گواہ شد عبد الرحیم ساقی امیر جماعت تخت ہزارہ تحصیل بھلوال۔ گواہ شد منظور احمد منور سیکرٹری مال جماعت احمدیہ تخت ہزارہ۔

مثل نمبر ۱۸۱۹۳ میں عبد العزیز ولد منشی فضل الدین صاحب قوم ڈوگر پیشہ کاشتکاری عمر ۳۴ سال پیدائشی احمدی ساکن پیرو چیچی ڈاکخانہ کنری ضلع تھرپارکر سندھ۔ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۸ جون ۱۹۶۱ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ اسوقت میری کوئی جائداد نہیں میرا گزارہ کاشتکاری پر ہے جس میں سے یکصد روپیہ ماہوار آمد ہو جاتی ہے کمی بیشی کے رنگ میں جو بھی میری آمد ہوگی اس کا ۱/۱۰ حصہ

پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز بہشتی مقبرہ کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات کے بعد جسقدر بھی میرا متروکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ العبد عبدالعزیز ولد فضل الدین ارائیں ۲۸/۶/۶۵ گواہ شد محمد رمضان سیکرٹری مال پریم چیچی۔ گواہ شد ماسٹر فضل الدین جنرل سیکرٹری

مثل ۱۸۱۹۴ میں شیخ نذیر احمد ولد میاں فتح محمد قوم شیخ سہگل پیشہ تجارت عمر ۲۹ سال بیعت جنوری ۱۹۲۵ء ساکن چنیوٹ ضلع جھنگ صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۳/۵/۶۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری اسوقت مندرجہ ذیل غیر منقولہ جائداد ہے (۱) ایک قطعہ مکان پختہ تقریباً ۴ پونے چھ مرلہ زمین واقعہ محلہ راجوالی چنیوٹ نزد مسجد احمدیہ جسکی موجودہ قیمت اندازاً دس ہزار روپے ہے (۲) ایک قطعہ زمین دو کنال واقعہ محلہ دارالیمن ربوہ جسکی موجودہ قیمت اندازاً دو ہزار روپے ہے۔ اسکے علاوہ میری اور کوئی غیر منقولہ جائداد نہیں۔ میں اس جائداد جس کی کل قیمت ۱۲ ہزار روپے ہے کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اسکے علاوہ مجھے اپنے بیٹوں کی طرف سے مبلغ پچاس روپیہ ماہوار بطور جیب خرچ ملا کرتا ہے میں اس آمد کا بھی ۱/۱۰ حصہ بطور حصہ آمد ادا کرتا رہونگا۔ اسکے علاوہ اگر میری اور کوئی آمد ہوئی یا اور کوئی جائداد پیدا کروں تو اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے ہی منظور کی جائے۔ میری وفات پر میرا جو بھی ترکہ ثابت ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ العبد نذیر احمد سہگل بقلم خود۔ گواہ شد محمد عمر بشیر احمد امیر جماعت احمدیہ چنیوٹ۔ گواہ شد مشتاق احمد سہگل نواب پور روڈ ڈھاکہ مشرقی پاکستان

مثل ۱۸۲۰۶ میں مسمی نظام الدین ولد مولا بخش قوم قریشی پیشہ زمینداری عمر ۷۰ سال بیعت ۱۹۳۰ء ساکن پشاور ضلع پشاور صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۶ دسمبر ۱۹۶۵ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میرا گزارہ صرف جائداد کی آمد پر ہے اور میری جائداد موجودہ حسب ذیل ہے جو میری ملکیت ہے (۱) تین ایکڑ اراضی چھ بیگھہ اراضی زرعی شاہ نہری واقعہ موضع ترنگ زئی تحصیل چارسدہ ضلع پشاور ہے جسکی موجودہ قیمت بارہ ہزار روپے ہے (۲) میرے پاس چار ہزار روپیہ نقد ہے (۳) میں اس جائداد مذکورہ بالا کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں بد حصہ جائداد داخل کروں یا جائداد کا کوئی حصہ انجمن وصیت کردہ سے منہا کر دیجائیگی۔ اگر اسکے بعد کوئی اور جائداد پیدا کروں یا آمد کا کوئی اور ذریعہ پیدا ہو جائے تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ العبد نشان انگوٹھا نظام الدین موصی۔ گواہ شد ڈاکٹر رشید احمد ولد نظام الدین موصی۔ گواہ شد ڈاکٹر منظور احمد ولد نظام الدین موصی۔

مثل ۱۸۲۱۲ میں عطا محمد ولد چوہدری اللہ بخش صاحب قوم ارائیں پیشہ تجارت عمر ۴۳ سال پیدائشی احمدی ساکن کنری ڈاکخانہ خاص ضلع تھرپارکر سندھ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۱۸ اپریل ۱۹۶۵ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ اسوقت میری کوئی جائداد نہیں ہے میرا گزارہ تجارت پر ہے جس کے ذریعہ آمد ہوا اور ڈیڑھ صد روپیہ ہوجاتی ہے۔ کمی یا بیشی کے رنگ میں جو بھی میری آمد ہوگی اس کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز مقبرہ بہشتی کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات کے بعد جسقدر بھی میرا متروکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ فقط العبد عطا محمد کمیشن ایجنٹ کنری۔ گواہ شد فضل الدین طارق جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ کنری۔ گواہ شد سید سعید احمد سیکرٹری وصیت جماعت احمدیہ کنری دی سندھ جننگ اینڈ پریسنگ فیکٹری کنری سندھ

مثل ۱۸۲۱۳ میں شیخ مبارک احمد شرما ولد شیخ عبدالرشید شرما قوم شیخ پیشہ طالب علم عمر ۲۰ سال ۳ ماہ پیدائشی احمدی ساکن شکارپور ضلع سکھر بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۱۳/۳/۶۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اسوقت کوئی نہیں مجھے بصورت جیب خرچ اپنے والدین سے ۲۵/- روپے ماہوار ملتے ہیں میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ کرتا رہونگا اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میرا جسقدر متروکہ ثابت ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت بتاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ العبد شیخ مبارک احمد شرما پاکستان انجینئرنگ کمپنی سندھ والا روڈ شکارپور۔ گواہ شد محمد عمر سندھی مربی سلسلہ احمدیہ مقیم شکارپور۔ گواہ شد شیخ عبدالرشید شرما پدر موصی پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ شکارپور۔

عمر ۱۸ سال پیدائشی احمدی ساکن ربوہ ضلع جھنگ صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۳/۴ ۶۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ مجھے دس روپے ماہوار جیب خرچ ملتا ہے اسکے علاوہ بورڈ آف سیکنڈری ایجوکیشن لاہور کی طرف سے مبلغ پندرہ روپے ماہوار وظیفہ ملتا ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کے جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ میری علیحدہ جائداد اسوقت کوئی نہیں حضرت [illegible] مرحوم کے ترکہ میں سے بموجب قانون شریعت مجھے جسقدر بھی حصہ ملا اسپر بھی اس وصیت کا اطلاق ہوگا نیز اگر اسکے بعد میں کوئی اور جائداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر جس قدر ترکہ ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دیجائیگی میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ فرمائی جائے۔ العبد لئیق احمد مکان ۲۴/۳۵/۱۶ دارالرحمت وسطی ربوہ۔ گواہ شد سید مختار احمد شاہجہانپوری دارالصدر شرقی ربوہ۔ گواہ شد رفیق احمد ثاقب موصی نمبر ۱۴۶۳۰ لیکچرار تعلیم الاسلام کالج ربوہ۔

مثل ۱۸۲۲۴ میں بدیع الرحمن ولد محمد صدیق مرحوم قوم شیخ قریشی پیشہ ملازمت عمر ۲۴ سال پیدائشی احمدی ساکن ۵/۲ مارٹن کوارٹرز ڈاکخانہ کراچی ۵ ضلع کراچی صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج تاریخ ۱۰ نومبر ۶۵ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اسوقت کوئی نہیں۔ میں ملازمت کرتا ہوں جسکے ذریعہ مجھے ماہوار تنخواہ مبلغ چار صد (-/۴۰۰) ملتی ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں داخل کرتا رہونگا۔ اگر اس کے بعد میں کوئی جائداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میری وفات پر میری جسقدر جائداد ثابت ہوگی اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دیجائیگی۔ میری یہ وصیت تاریخ منظوری وصیت سے نافذ فرمائی جائے۔ العبد بدیع الرحمن بقلم خود۔ گواہ شد عبدالرحیم مدہوش رحمانی ولد حافظ عبدالرحمن سیکرٹری وصایا حلقہ مارٹن روڈ کراچی۔ گواہ شد شیخ رفیع الدین احمد مرکزی سیکرٹری وصایا جماعت احمدیہ کراچی۔

مثل ۱۸۲۲۶ میں میجر ڈاکٹر ظہور الحسن خان ولد ڈاکٹر نور الحسن خان مرحوم قوم طور راجپوت پیشہ پنشنر عمر ۶۰ سال بیعت ۱۹۳۵ء ساکن ۱۱۶۲/۲ پیر الٰہی بخش کالونی ڈاکخانہ کراچی ۵ ضلع کراچی صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج تاریخ ۲۷ فروری ۶۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اسوقت حسب ذیل ہے۔ میری زرعی اراضی ۲۴ بیگھے (۱۲ ایکڑ) واقع کوٹ دھار ضلع گجرات مغربی پاکستان میں ہے اسکی قیمت اسوقت اندازاً -/۹۶۰۰ روپے ہے (۲) میری زرعی اراضی ۵ بیگھے (۲½ ایکڑ) واقع کوٹ شادی وال ضلع گجرات مغربی پاکستان میں ہے اسکی قیمت اندازاً -/۲۶۰۰ روپے ہے (۳) میری زرعی اراضی ۵ بیگھے (۱۲½ ایکڑ) واقع چک 241/E.B براستہ گگو منڈی اسٹیشن ضلع منٹگمری پاکستان مغربی میں ہے اسکی قیمت اسوقت ۱۰۰۰۰ روپے ہے (۴) میرا ایک مکان محلہ خواجگان گجرات شہر میں ہے اسکی قیمت ۱۰۰۰۰ روپے ہے (۵) میرا ایک مکان نمبر ۱۱۶۲ پیر الٰہی بخش کالونی کراچی ۵ میں ہے اسکی قیمت اندازاً ۱۰۰۰۰ روپے ہے۔ اسکے علاوہ میری اور کوئی جائداد نہیں ہے۔ یہ جائداد میری واحد ملکیت ہے جسکی کل قیمت اندازاً -/۴۲۶۰۰ روپے ہے میں اپنی مندرجہ بالا جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اگر اسکے بعد میں کوئی اور جائداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میں سرکاری نوکری سے ریٹائر ہو کر اب پنشن پر ہوں جو مجھے اسوقت -/۵۰۴ روپے ماہوار ملتی ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں داخل کرتا رہونگا نیز میری وفات پر میری جسقدر جائداد ثابت ہوگی اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ فرمائی جائے۔ فقط ۲۷ فروری ۶۶ء۔ العبد ظہور الحسن خان بقلم خود۔ گواہ شد منصور الحسن ولد ڈاکٹر ظہور الحسن خان سیکرٹری مال حلقہ پیر الٰہی بخش کالونی۔ گواہ شد شیخ رفیع الدین احمد مرکزی سیکرٹری وصایا کراچی۔

مثل ۱۸۲۲۷ میں محمد الیاس ولد شیخ محمد یعقوب قوم شیخ فاروقی پیشہ کاروبار عمر ۲۳ سال پیدائشی احمدی ساکن 3R/13/1 نونہالداس سٹریٹ میکلوڈ روڈ کراچی ڈاکخانہ کراچی ۱ ضلع کراچی صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۸ مارچ ۶۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اسوقت حسب ذیل ہے۔
(۱) ایک مکان [illegible]

مندرجہ بالا جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اگر اسکے بعد میں کوئی اور جائداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی (۲) میں نے کاروبار شروع کیا ہے جس کے ذریعہ فی الحال مجھے مبلغ ایکصد روپیہ ماہوار آمد ہوتی ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں داخل کرتا رہونگا نیز میری وفات پر میری جس قدر جائداد ثابت ہوگی اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں بد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ فرمائی جائے۔ فقط ۱۸ مارچ ۶۶ء۔ العبد محمد الیاس بقلم خود۔ گواہ شد چوہدری عبدالعزیز ولد چوہدری احمد دین سیکرٹری مال حلقہ جنوبی جماعت احمدیہ کراچی۔ گواہ شد شیخ رفیع الدین احمد مرکزی سیکرٹری وصایا جماعت احمدیہ کراچی۔

مثل ۱۸۲۲۹ میں مبشر احمد خان ولد چوہدری محمد نواز خان صاحب قوم جٹ کاہلوں پیشہ ملازمت عمر ۲۴ سال پیدائشی احمدی ساکن ۸/۲۸ عزیز آباد ڈاکخانہ کراچی ۱۹ ضلع کراچی صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳ مارچ ۱۹۶۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اسوقت حسب ذیل ہے (۱) میری زرعی اراضی ۲۰ ایکڑ واقع 24/10R ڈاکخانہ کچا کھوہ تحصیل خانیوال ضلع ملتان مغربی پاکستان میں ہے۔ اسوقت اسکی قیمت -/۲۰۰۰۰ روپیہ ہے۔ میں اپنی مندرجہ بالا جائداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی (۲) میں ملازمت کرتا ہوں جسکے ذریعہ مجھے ماہوار تنخواہ مبلغ پانچصد -/۵۰۰ روپیہ ملتی ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں داخل کرتا رہونگا نیز میری وفات پر میری جسقدر جائداد ثابت ہوگی اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں بد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ فرمائی جائے۔ فقط العبد مبشر احمد خان بقلم خود۔ گواہ شد عبدالشکور اسلم ولد محمد ظہور خان نائب سیکرٹری وصایا کراچی۔ گواہ شد شیخ رفیع الدین احمد مرکزی سیکرٹری وصایا کراچی۔

مثل ۱۸۲۳۰ میں بشارت الرحمن ولد صوبیدار حبیب الرحمن صاحب قوم احمدیت

بتاریخ ۶ مارچ ۱۹۶۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اس وقت کوئی نہیں میرے والد صاحب محترم حیات ہیں۔ میں ملازمت کرتا ہوں۔ جسکے ذریعہ مجھے ماہوار تنخواہ مبلغ ۳۵۲/۶۳ روپے ملتی ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں داخل کرتا رہونگا اگر اسکے بعد میں کوئی جائداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میری جسقدر جائداد ثابت ہوگی اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں بد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ فرمائی جائے۔ فقط ۶ مارچ ۱۹۶۶ء ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ العبد بشارت الرحمن بقلم خود۔ گواہ شد ملک محمد اشرف خان نائب سیکرٹری وصایا کراچی۔ گواہ شد شیخ رفیع الدین احمد مرکزی سیکرٹری وصایا کراچی۔

مثل ۱۸۲۳۱ میں عبدالمغنی ولد مولوی برہان الدین جہلمی قوم گکھڑ پیشہ پنشنر عمر ۷۶ سال پیدائشی احمدی ساکن جہلم ڈاکخانہ خاص صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۴/۴/۶۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں (۱) میرا گزارہ پنشن پر ہے جو کہ مبلغ ساٹھ روپیہ ماہوار ہے اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ ربوہ کرتا ہوں۔ اسکے علاوہ میری غیر منقولہ موجودہ جائداد حسب ذیل ہے (۲) ملکیت جدی زرعی زمین ۱۶ بیگھے جسکی موجودہ قیمت -/۹۶۰ روپے ہے (اس میں سے ۱/۲ ۷ بیگھے میرا انفرادی کھاتہ ہے اور ۱/۲ ۸ بیگھے مشترکہ کھاتہ ہے) یہ زمین موضع لوریانوالہ تحصیل کھاریاں ضلع گجرات میں واقع ہے (۳) ایک مکان جسکی مکانیت ایک کوٹھڑی اور ایک برآمدہ ہے جو کہ عارضی رہائش کیلئے میرے لڑکے عبدالحی نے اپنے خرچ پر بنوایا ہے میری ملکیت جدی دراصل سفیدہ زمین ہے جس کا رقبہ اندازہ ۱/۲ ۸ مرلے ہے جسکی موجودہ قیمت بحساب -/۵۰۰ Rs فی مرلہ -/4250 روپے بنتی ہے۔ کل میزان زمین زرعی اور مکان کی زمین کی قیمت مذکورہ -/13850 جو میری ملکیت ہے میں اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ ربوہ مغربی پاکستان کرتا ہوں۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں بطور حصہ جائداد کے داخل کروں یا جائداد کا کوئی حصہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ کے حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں تو ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی۔ اگر اسکے بعد کوئی جائداد پیدا کروں یا آمد کا کوئی ذریعہ پیدا ہو جائے تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔

تفہیماتِ ربّانیّہ

محترم مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری مدیر الفرقان و سابق مبلغ بلادِ عربیہ کی اس لاجواب تصنیف میں ان تمام اعتراضات کا تفصیلی اور تسلی بخش جواب دیا گیا ہے جو مخالفین احمدیت کی طرف سے کیے جاتے ہیں۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے اس کتاب کے متعلق فرمایا تھا:۔

"اس کا نام میں نے ہی تفہیماتِ ربانیہ رکھا ہے (طباعت سے پہلے) اس کا ایک حصہ میں نے پڑھا ہے جو بہت اچھا ہے۔ اس کتاب کے لیے کئی سال سے مطالبہ ہو رہا تھا کئی دوستوں نے بتایا کہ عشرہ کاملہ میں ایسا مواد ہے کہ جس کا جواب ضروری ہے۔ اب خدا کے فضل سے اسکے جواب میں اعلیٰ لٹریچر تیار ہوا ہے۔ دوستوں کو اس سے فائدہ اٹھانا چاہیئے اور اسکی اشاعت کرنی چاہیئے" (الفضل ۱۳ر جنوری ۱۹۳۱ء)

اب اس کتاب کا دوسرا ایڈیشن بکصد صفحات اور بعض قیمتی حوالہ جات کے اضافہ کے ساتھ شائع ہوا ہے۔ اس انتہائی مفید کتاب کا ہر احمدی گھرانہ میں موجود ہونا ضروری ہے۔

ضخامت آٹھ سو صفحات۔ قیمت مجلد اعلیٰ سفید کاغذ گیارہ روپے؛ مجلد اخباری کاغذ آٹھ روپے۔ کتابت و طباعت عمدہ۔

مکتبۃ الفرقان ربوہ

تفسیر صغیر

یہ وہ عظیم الشان مختصر تفسیر ہے جو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے نہایت اہتمام سے اپنی بیماری کے باوجود مکمل فرمائی اسے شائع فرمایا یہ ایک سلیس، بامحاورہ اور نادر ترجمہ و تفسیر ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد اس تفسیر کا دوسرا ایڈیشن طبع ہوا ہے۔ جو نہایت ہی اعلیٰ کاغذ پر چھپا ہے۔ بلاک بنوا کر طبع کرایا گیا ہے جس سے اس تفسیر کی شان اور عظمت دوبالا ہو گئی ہے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی نگرانی میں مکرم مینجنگ ڈائریکٹر ادارۃ المصنفین ربوہ نے نہایت محنت اور عرقریزی سے اس ایڈیشن کی طباعت اور اشاعت کا اہتمام کیا ہے۔ اب یہ تفسیر اللہ تعالیٰ کے فضل سے اپنی ظاہری اور باطنی خوبیوں کے باعث نہایت ہی دلکش اور جاذب نظر صورت میں شائع ہوئی ہے وللہ الحمد۔

قرآن مجید اہل ایمان کی جان ہے اس کا پڑھنا اور پڑھانا مومنوں کا فرض ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ خیرکم من تعلم القرآن و علمہ۔ اور جب ترجمہ کی دلکشی، تفسیری نوٹوں کی اطمینان بخش توضیح، اور کتابت و طباعت نیز کاغذ کا بھی بہترین اہتمام موجود ہو تو پھر کسی شخص کا قرآن مجید پڑھنے سے محروم رہنا بڑی بد قسمتی ہے۔

تفسیر صغیر ہمارے محبوب امامؓ کی یادگار ہے اور اپنی ذات میں اپنے حقائق و معارف کے لحاظ سے بھی انتہائی فائدہ بخش کتاب ہے لہذا ہمارے لئے تو اس کا محبوب ہونا ایک قطعی اور طبعی امر ہے مگر اس ایڈیشن کی تو اتنی مقبولیت ہوئی ہے کہ اپنے و بیگانے سبھی ثناخواں ہیں اور ہر زبان اس پاکیزہ کتاب کی تعریف میں رطب اللسان ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسکی افادیت میں اور اضافہ فرمائے اور ناشرین کو بھی جزاء خیر بخشے اور سب مسلمانوں کو اس سے مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے آمین

ہدیہ بیس روپے

ملنے کا پتہ:-
ادارۃ المصنفین ربوہ

ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپا